یا اللہ مدد | حیات النبی ﷺ زندہ باد | شان سلف زندہ باد | اسلامی کلمہ اسلام: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ | شان صحابہ رضی اللہ عنہم زندہ باد | مقام امام اعظم ابو حنیفہ زندہ باد | حق چار یار

بیاد
شیخ الحدیث حضرت مولانا
محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ

بفیضان
حضرت مولانا
قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ

اکابرین دیوبند بالخصوص شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے افکار و نظریات کا بے باک ترجمان

مجلّہ صفدر

93 نومبر 2018 — صفر الخیر/ربیع الأول ۱۴۴۰ھ

اہل تشیع کا عقیدۂ امامت ہر پہلو سے عقیدہ ختم نبوت سے بغاوت اور اس کے اِنکار پر مشتمل ہے۔ لہٰذا روافض اگر اپنے ائمہ کو نبی ماننے کے باوجود اُن پر لفظِ ''نبی'' کا اطلاق نہ بھی کریں تب بھی عقلاً و شرعاً وہ منکرین ختم نبوت ہی شمار ہوں گے۔

لیکن یہاں تو اِنکار کی گنجائش ہی نہیں، کیونکہ روافض کے بعض مصنفین نے صراحت سے اپنے بارہ ائمہ کو ''رسول'' بھی لکھا ہے، بلکہ ائمہ کا مرتبہ تمام انبیاء و رسل سے بڑھ کر تسلیم کیا ہے۔ لہٰذا اُن کا منکرِ ختم نبوت ہونا بالکل قطعی ہو گیا۔

اس پر مستزاد یہ کہ جو صفاتِ نبوت اپنے ائمہ کے لیے تسلیم کی ہیں، اُن کے بارے میں خود ہی صراحت بھی کر دی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اِس صفت کا مدعی (ختم نبوت کا منکر ہونے کے باعث) کافر اور واجب القتل ہے۔ اسے کہتے ہیں: ''لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا۔''

[مسئلہ ختم نبوت اور شیعہ: ادارہ 'لولاک' کی خدمت میں: ۵]

مطبع دار المطالعہ 0312 4612774 0334-4612774

ترتیب

قائد اہل سنت وکیل صحابہ مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا منظور صاحب نعمانی دام مجدہم نے اپنی یادگار تصنیف ''ایرانی انقلاب'' میں شیعی ''عقیدہ امامت'' کی پوری وضاحت کردی ہے، اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے لے کر اکابر علمائے دیوبند اور خصوصاً امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمہم اللہ تعالیٰ نے شیعی ''عقیدہ امامت'' کو ''عقیدہ ختم نبوت'' کے منافی قرار دیا ہے۔'' [بینات، اشاعت خاص: ۲۲۰]

''سنی طبقہ ناواقفیت کی بنا پر عموماً یہ کہتا ہے کہ سنی شیعہ اختلاف ایک فروعی اختلاف ہے اور ان میں کوئی اُصولی اختلاف نہیں۔ اور شیعہ علماء بھی از روئے تقیہ یہی کہتے رہتے ہیں کہ سنی وشیعہ فروعی اختلاف ہے۔ لیکن ان مستند مذکورہ بالا روایات سے روزِ روشن کی طرح یہ بات تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ شیعہ عقیدہ امامت ان کے مذہب کا ایک اُصولی عقیدہ ہے اور اس کے تسلیم کرنے کے بعد عقیدہ نبوت اور عقیدہ ختم نبوت کی کوئی علمی اور شرعی حیثیت باقی نہیں رہ سکتی۔'' [ماہنامہ حق چار یار جہلمی نمبر: ۳۵]

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حکیم العصر شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مسلک کے بارے میں عرض کردوں کہ: حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ اِس بارے میں حجت ہیں۔ میں اُن پر حرف بحرف اعتماد کرتا ہوں۔ اور ان کی رائے مسلک کے بارے میں حد درجہ صائب اور درست سمجھتا ہوں۔ اپنے اکابر کے مسلک کے خلاف ایک بات بھی سننے کو یہ لوگ تیار نہیں ہیں۔ اِس لیے میں ان پر مکمل اعتماد کا اِظہار کرتا ہوں۔ اگر آپ بھی اپنے لیے صحیح راہِ عمل حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اِن حضرات کی کتابوں کا لازماً مطالعہ کریں۔ جس سے اکابر کا صحیح اور واضح مسلک نکھر کر آپ کے سامنے آئے گا۔ ان شاء اللہ۔''

[خطبات حکیم العصر: ۲/۲۷،۴۳]

پیامِ صفدر حافظ محمد عدیل عمران کے قلم سے

مسئلہ ختم نبوت......اور......شیعہ

ادارہ 'لولاک' کی طرف سے اہل تشیع کے جھوٹے اور متضاد دعوے کی افسوسناک تائید

اسلام کے بنیادی اور اَساسی عقائد میں سے ایک محکم و مضبوط عقیدہ ''عقیدہ ختم نبوت'' بھی ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی شخص کو کسی بھی قسم کی نبوت نہیں ملے گی، نہ ہی نبوت کی مخصوص صفات (مثلا: عصمت، نزول وحی، مفترض الطاعة ہونے وغیرہ) سے کوئی شخص متصف ہوگا۔ پوری امت مسلمہ کسی ادنیٰ اختلاف کے بغیر اِسے جزو ایمان اور اس کے منکر کو ''بے ایمان'' قرار دیتی چلی آئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اُمت مسلمہ کو عقیدہ ختم نبوت سکھایا، وہیں ''دجالون کذابون'' کے الفاظ سے اِس عقیدے پر نقب لگانے والوں کی بھی پیشین گوئی فرمادی۔ اِس پیشین گوئی کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں ''دجال'' کا لفظ استعمال فرمایا، جس کے معنی: شدید دھوکے باز کے ہیں۔ گویا: جھوٹے مدعیان نبوت دجل وفریب سے کام لیں گے۔ اور ظاہر بات ہے کہ سادہ لوح مسلمان دجل وفریب سے متاثر ہو سکتے ہیں، اِس لیے تمام مسلمانوں کو بس یہ یاد رکھنا چاہیے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی شخص کو نہ نبوت ملے گی، نہ مخصوص صفاتِ نبوت میں سے کوئی صفت عطاء ہوگی۔

جیسے ختم نبوت کے مفہوم میں تشریعی اور غیر تشریعی نبی کی تقسیم کی کوئی گنجائش نہیں ہے، بالکل ایسے ہی صفاتِ نبوت وحی وغیرہ میں ظاہری اور باطنی کی تقسیم کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اور جیسے تشریعی اور غیر تشریعی دونوں قسم کی نبوت کا دعویٰ یا اقرار ختم نبوت کا انکار شمار ہوتا ہے، بالکل ایسے ہی ظاہری یا باطنی وحی کا دعویٰ یا اقرار بھی ختم نبوت کا اِنکار ہی ہے۔ ویسے بھی نبوت یا صفاتِ نبوت میں اِس طرح کی تقسیم کرنا ایسے ہی ہے جیسے توحید میں بڑے اور چھوٹے خدا کی تقسیم۔ اور ایسی تاویلات کو قبول کرنے کا مطلب اِس کے سوا کچھ نہیں نکلتا کہ اِسلام نعوذ باللہ ایک ایسا جامہ ہے جو دنیا کے ہر صحیح وغلط عقیدے پر فٹ آسکتا ہے۔

اور یہ تو سامنے کی بات ہے کہ عقائد کے باب میں اَعمال کو نہیں دیکھا جاتا۔ لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت یا مخصوص صفتِ نبوت کے اجراء کا قائل یقیناً دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہے۔ چاہے اُس کے باقی عقائد اور ظاہری اعمال سو فیصد اِسلام کے مطابق ہوں۔

اہل تشیع اور عقیدہ ختم نبوت:

تاریخ اسلام کے قدیم ترین فتنہ روافض کے بارے میں حقیقت پسند لوگ جانتے ہیں کہ ''عقیدہ امامت'' روافض کا بنیادی عقیدہ ہے۔جس میں وہ اپنے بارہ (۱۲) ائمہ کے لیے نزول وحی، گناہوں سے معصوم، صاحبِ شریعت اور حلال وحرام میں مختار وغیرہ ہونے کا پختہ عقیدہ رکھتے ہیں۔اور ظاہر ہے کہ اِس عقیدے کا ایک ایک جز ''عقیدہ ختم نبوت'' سے بغاوت اور اس کے اِنکار پر مشتمل ہے۔لیکن روافض نے اپنے ''قیمتی ورثہ'' تقیہ سے سے کام لیتے ہوئے عوام الناس کو دھوکے میں رکھنے کے لیے عموماً یہ 'احتیاط' برتی ہے کہ باوجودیکہ اپنے ائمہ کے لیے نبوت کی جملہ صفات تسلیم کیں، بلکہ نبوت سے بالا درجے کی بعض صفات بھی ثابت کیں، اور اُن کو حقیقی طور پر نبی مانا، مگر لفظِ نبی یا رسول کا اطلاق عموماً اُن پر نہیں کیا۔اور الفاظ کی حد تک ہمیشہ یہی دعویٰ کیا کہ: ''شیعہ ختم نبوت کے قائل ہیں۔'' یہی وجہ ہے کہ سادہ لوح مسلمان اُن کے اِس مغالطے میں آ گئے اور اُن کو ختم نبوت کا قائل شمار کیا جاتا رہا۔خصوصاً جب روافض کے بعض علماء نے موقع غنیمت جان کر اپنے عقیدہ کو چھپانے اور اس پر چونے کے دوسرے کوٹ کی طرح تقیہ کا ایک اور ''کوٹ'' کرنے کی خاطر ختم نبوت کی تحاریک میں شمولیت اختیار کر لی تو اُن کے دعوے پر گویا مہر تصدیق لگ گئی۔ حالانکہ دسیوں جدید وقدیم اہل سنت علماء ومشائخ کی تصریحات کے مطابق ''عقیدہ امامت'' یقینی طور پر ''عقیدہ ختم نبوت'' کے منافی ہے۔ حیرت ہے کہ علماء اہل سنت کی اِن تصریحات کو تو پس پشت ڈال دیا گیا اور تقیہ باز قوم کے دعویٰ کو قبول کر لیا گیا!؟

آمدم برسر مطلب!

سر دست ہمیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان ماہنامہ ''لولاک'' کی انتظامیہ کی خدمت میں ایک شکوہ عرض کرنا ہے۔ماہنامہ ''لولاک'' اکتوبر ۲۰۱۸ء کے شمارے میں شیعہ راہنما ''جناب سید عباس حسین گردیزی کے قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب'' کی آخری قسط شائع ہوئی، اُس میں موصوف نے ''مسئلہ ختم نبوت اور شیعہ'' پر بھی روشنی ڈالی۔اور یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ ''شیعہ ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔'' اِس حوالے سے انہوں نے کئی شیعہ علماء کی باتیں بلا حوالہ بھی بیان کیں۔تعجب یہ ہے کہ: ادارہ ماہنامہ ''لولاک'' کی طرف سے بھی چند حوالے نقل کر کے تقیہ باز روافض کے اِس جھوٹے اور غلطِ محض دعوے کی تائید کی گئی ہے۔**فیا للعجب**

حالانکہ روافض کے اِس دعوے کی تائید کا مطلب اِس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم ''عقیدہ ختم نبوت'' کو محض لفظوں کا کھیل سمجھتے ہیں۔ گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی شخص پر ''نبی ورسول'' کے الفاظ کا

اطلاق کرنے والا تو عقیدہ ختم نبوت کا باغی ہے، لیکن اپنے ائمہ کے لیے جملہ صفات نبوت (نزول وحی، عصمت، صاحبِ کتاب اور مفترض الطاعۃ ہونے وغیرہ) کا عقیدہ رکھ کر لفظ 'نبی' بولے بغیر اُن کو نبی ماننے والے ''عقیدہ ختم نبوت'' کے قائل ہیں!!! ؎

قلب میں سوز نہیں، روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمد ﷺ کا تمہیں پاس نہیں

اہل تشیع کے قلم وزبان سے ایک سچے عقیدے کا اظہار:

لیکن حق بالآخر ''حق'' ہے، غالب ہو کر رہتا ہے۔ چاہے باطل کی زبان سے ''اِظہارِ حق'' کی صورت میں ہو یا باطل کی تائید کرنے والوں کی طرف سے اُس اِظہارِ حق کی ''اشاعت'' کی راہ سے۔ یہی مؤخرالذکر صورت حال یہاں بھی پیش نظر ہے۔

سابقہ سطور میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ اہل تشیع کا عقیدہ امامت ہر پہلو سے عقیدہ ختم نبوت سے بغاوت اور اس کے اِنکار پر مشتمل ہے۔ لہٰذا روافض اگر اپنے ائمہ کو نبی ماننے کے باوجود اُن پر لفظِ ''نبی'' کا اطلاق نہ بھی کریں تب بھی عقلاً وشرعاً وہ منکرین ختم نبوت ہی شمار ہوں گے۔

لیکن یہاں تو اِنکار کی گنجائش ہی نہیں، کیونکہ روافض کے بعض مصنفین نے صراحت سے اپنے بارہ ائمہ کو ''رسول'' بھی لکھا ہے، بلکہ ائمہ کا مرتبہ تمام انبیاء ورسل سے بڑھ کر تسلیم کیا ہے۔ حتی کہ بعض صفاتِ الٰہیہ بھی اپنے ائمہ کے لیے قبول کر لی ہیں۔ لہٰذا اُن کا منکرِ ختم نبوت ہونا بالکل قطعی ہو گیا۔

اس پر مستزاد یہ کہ جو صفاتِ نبوت اپنے ائمہ کے لیے تسلیم کی ہیں، اُن کے بارے میں خود ہی صراحت بھی کر دی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اِس صفت کا مدعی (ختم نبوت کا منکر ہونے کے باعث) کافر اور واجب القتل ہے۔ اسے کہتے ہیں: ''لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا۔''

چنانچہ سید عباس گردیزی ''لولاک'' کے مذکورہ شمارے میں شائع شدہ خطاب میں کہتے ہیں:

''حضرت مولانا شیخ محمد حسین نجفی جو اِس صدی کے شیعہ علماء میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ اپنی کتاب ''اصل واصول شیعہ'' میں، جس کا ترجمہ علامہ ابن حسن صاحب نجفی نے کیا ہے۔ رضا کار بکڈپو لاہور سے شائع کیا ہے۔ صفحہ ۲۷ پر نبوت کے بیان میں فرماتے ہیں کہ: ''شیعہ امامیہ کا یہ عقیدہ راسخہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت یا نزول وحی کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے اور واجب القتل۔''

[ماہنامہ لولاک، اکتوبر ۲۰۱۸ء، ص:۴۶]

عباس گردیزی صاحب کے پیش کردہ اِس حوالے کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

بعد جس طرح ''نبوت'' کا مدعی کافر اور واجب القتل ہے، اِسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ''نزول وحی'' کا مدعی بھی کافر اور واجب القتل ہے۔ گویا نزول وحی کا مدعی بھی دراصل مدعی نبوت ہی ہے۔ بلاشبہ یہ ایک حقیقت اور تاریخی سچ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایک صدی کے اہم شیعہ کے قلم اور دوسرے شیعہ کی زبان سے اسمبلی کے فورم پر کہلوا دیا ہے۔ الحمدلله حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه.

اہل اسلام کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ''نزول وحی'' کا اقرار ''اجرائے نبوت'' کا اقرار ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر مکی رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں: ''ومن اعتقد وحيًا من بعد محمد ﷺ كان كافرا بإجماع المسلمين. جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (کسی پر یا اپنے اوپر) وحی آنے کا معتقد ہو، وہ باجماع مسلمین کافر ہے۔'' [الفتاویٰ الفقهية الكبرىٰ، باب الطلاق]

قارئین ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ: اہل تشیع کا عقیدہ امامت اسلامی عقیدہ ختم نبوت کے سراسر منافی ہے۔ چنانچہ ماضی قریب و بعید کے بیسیوں اکابر اہل سنت کے متعدد حوالے اِس پر شاہد ہیں۔ (جو مجلّہ صفدر (شمارہ:۸۳) میں نقل کیے جا چکے ہیں۔ [مدیر])

عقیدہ امامت کے ''عقیدہ ختم نبوت'' کے منافی ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں۔ جن میں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ 'شیعہ' اپنے ائمہ کے لیے 'نزول وحی' کے قائل ہیں۔ اور یہ اُن پر کوئی الزام نہیں بلکہ اُن کی طرف سے اِس کا التزام ہے اور اہل تشیع کی کتب کے بیسیوں حوالے اس کی دلیل ہیں۔

۱...... چنانچہ اہل تشیع کی معتبر ترین کتاب ''اصول کافی'' میں شیعہ محدث اعظم یعقوب کلینی نے لکھا ہے کہ ''امام پر وحی نازل ہوتی ہے۔'' اہل علم پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''على بن ابراهيم، عن ابيه، عن اسماعيل بن مر او قال: كتب الحسن بن العباس المعروفى الى الرضا عليه السلام: جعلت فداك اخبرنى ماا لفرق بين الرسول والنبى والامام؟ قال: فكتب أو قال : الفرق بين الرسول والنبى والامام: ان الرسول ينزل عليه جبرئيل فيراه، ويسمع كلامه وينزل عليه الوحى، وربما راى فى منامه، نحو رويا ابراهيم عليه السلام، والنبى ربما سمع الكلام، وربما رأى الشخص ولم يسمع، والامام هو الذى يسمع الكلام ولا يرى الشخص۔''

یعنی نبی اور امام میں بس اتنا فرق ہے کہ نبی تو کبھی وحی لانے والے فرشتے کو دیکھ بھی لیتا ہے، جبکہ امام صرف آواز سنتا ہے، دیکھتا نہیں۔ (وحی کا نزول امام پر بھی ہوتا ضرور ہے۔)

۲...... اُصول کافی ہی میں ایک مقام پر امام باقرؒ کی طرف منسوب قول میں امام کا مرتبہ یوں نقل کیا گیا ہے کہ: ''يسمع الصوت ولا يرى ولا يعاين الملك .'' (وحی آنے پر امام) فرشتے کی آواز تو سنتا

ہے، لیکن مشاہدہ ومعاینہ نہیں کرتا۔[ص:۱۷۵]

۳......اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۰/ پر امام جعفر صادقؒ کی طرف منسوب قول منقول ہے کہ:''ان الائمة معدن العلم و شجرة النبوة و مختلف الملائکه ''یعنی ائمہ فرشتوں کے اترنے کی جگہ ہیں۔ ان کے پاس فرشتے (وحی کے لیے) آتے جاتے رہتے ہیں۔

۴......اِسی قسم کے الفاظ شیعہ عالم جناب طوسی نے بھی لکھے ہیں:''ھم مختلف الملائکة و مهبط الوحی.'' [تہذیب الکلام:۳۳]

۵......شیعوں کے سب سے بڑے محدث محمد بن یعقوب کلینی کے استاذ محمد بن حسین الصفار نے اپنی کتاب ''بصائر الدرجات الکبریٰ فی فضائل آل محمد ﷺ'' میں عنوان قائم کیا ہے:"الباب الخامس عشر فی الائمة علیهم السلام ان روح القدس یتلقاهم إذا احتاجوا إلیه." ۔جب اماموں کو ضرورت ہوتی ہے تو روح القدس (فرشتہ) ان سے ملاقات کے لیے حاضر ہو جاتا ہے۔

۶......شیعہ محدث الحر العاملی اپنی کتاب ''الفصول المهمه فی اصول الائمه'' میں لکھتے ہیں: ''ان الملائکة ینزلون لیلة القدر إلی الأرض، ویخبرون الائمة علیهم السلام بجمیع مایکون فی تلك السنة من قضاء و قدر...الخ.'' لیلۃ القدر میں فرشتے زمین پر اترتے ہیں اور سال بھر میں ہونے والے قضاء وقدر کی ائمہ کو خبر دیتے ہیں۔

۷......شیعوں کی مشہور زمانہ کتاب ''حق الیقین'' میں بھی یہی مضمون درج ہے۔[ص:۴۴]

۸......شیعہ عالم محمد بن حسین الصفار مزید لکھتے ہیں:''علی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئی مرتبہ ہم کلام ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور علی علیہ السلام کے درمیان جبرائیل علیہ السلام واسطہ ہوتے تھے۔[بصائر:۴۳]

۹......شیعوں کے محدث اعظم کلینی صاحب نے اپنی کتاب اُصول کافی میں ایک باب قائم کیا ہے:"باب ان الائمة تدخل الملائکة بیوتهم.... وتاتیهم بالأخبار"۔فرشتے اماموں کے گھروں میں آتے اور ان کو (غیب کی) خبریں پہنچاتے ہیں۔

۱۰......شیعہ کتب اصول کافی اور حق الیقین میں ہی یہ بھی درج ہے کہ:''ہر دن رات امام کے پاس لوگوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔'' [کافی:۲۱۹/۱] ''فرشتہ ساری عمر امام سے کلام کرتا ہے۔'' [کافی:۳۸۸/۱_حق الیقین:۴۴]

گزشتہ گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱......شیعہ مذہب کا اصل الاصول عقیدہ ''عقیدہ امامت'' ہے۔

۲......اور ''امام پر وحی کا نزول'' اِس عقیدے کا جزو لاینفک ہے۔ یعنی بالعموم کائنات کا ہر اثنا عشری شیعہ اپنے ائمہ پر نزول وحی کا قائل ہے۔

۳......اور صدی کے اہم شیعہ عالم شیخ محمد حسین نجفی، اُن کی کتاب کے مترجم ابن حسن نجفی اور قومی اسمبلی میں بیان کرنے والے شیعہ عالم سید عباس گردیزی اور ان تمام حوالہ جات کو بلا تردید و تنقید نقل کرنے والے ادارہ ماہنامہ ''لولاک'' سب کے نزدیک نزول وحی کا اقرار درحقیقت ''اجرائے نبوت کا اقرار'' ہے۔

۴......اور امت مسلمہ کے اجماعی اور اہل تشیع کے تقیہ پر مبنی موقف کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت کا اقرار کرنے والا کافر و مرتد اور واجب القتل ہے۔

ماہنامہ ''لولاک'' کے زیر تبصرہ شمارے میں ہی اہل تشیع کا ''تقیہ پر مبنی'' موقف موجود ہے۔ چنانچہ سید عباس گردیزی صاحب فرماتے ہیں: ''حضرت مولانا سید نجم الحسن کراروی (پشاور) جو اسلامی مشاورتی کونسل کے ممبر ہیں اور اس کونسل میں شیعوں کے نمائندے کی حیثیت رکھتے ہیں، اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں: ''نبوت اُصول دین کا جز ہے۔ ختم نبوت ضروریات دین میں داخل ہے۔ ضروریات دین کا منکر مرتد یا کافر ہے۔ جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو وہ کافر ہے۔ اور کافر کی نجاست مسلّم ہے۔'' [لولاک:۴۶] ......''ہر دور میں شیعہ علماء کا اس بات پر اجماع رہا کہ رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔ اور یہ مسئلہ ضروریات دین میں سے ہے۔ اس کا منکر مرتد ہے۔ اگر اسلامی حکومت ہو تو واجب القتل۔'' [لولاک:۴۵]

اہل تشیع اپنے اقرار کے مطابق بھی ''ختم نبوت کے منکر'' ہیں۔

قارئین مکرم! اہل اسلام کے فتاویٰ سے کچھ دیر کے لیے صرفِ نظر فرماتے ہوئے اہل تشیع کے اپنے فتاویٰ کو باہم جوڑیئے اور نتیجہ نکالیے!

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ:

......ائمہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔ اور فرشتہ اُن سے ہم کلام ہوتا ہے۔

اور شیعوں کا ہی اقرار ہے کہ:

......دعویٰ نبوت کی طرح نزول وحی کا دعویٰ یا اقرار بھی ختم نبوت کا اِنکار ہے۔

اور اُن کا فتویٰ ہے کہ:

......ختم نبوت کا منکر کافر اور واجب القتل ہے۔

نتیجہ یہ ہے کہ:

......تمام اثنا عشری شیعہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ اور (اپنے فتوے کی رو سے بھی) کافر اور (اسلامی

حکومت ہوتو) واجب القتل ہیں۔ ع لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اَب ماہنامہ لولاک کے جن منتظمین نے ''نوٹ از اِدارہ'' کے تحت اہل تشیع کے اِس جھوٹے، متضاد اور تقیہ پر مبنی موقف کی تائید کی ہے، اُن سے ہمارا مؤدبانہ سوال ہے کہ: وہ نزول وحی کے ضمن میں اجرائے نبوت کے قائلین کی تائید کس وجہ سے کر رہے ہیں؟

کیا اہل تشیع' عقیدۂ امامت کے قائل و معتقد نہیں ہیں؟

کیا ائمہ پر نزولِ وحی کا عقیدہ ''عقیدۂ امامت کا حصہ'' نہیں ہے؟

کیا لولاک والے حضرات' نبی کریم ﷺ کے بعد نزولِ وحی کے عقیدہ کو انکارِ ختم نبوت نہیں سمجھتے؟

اگر اِن سوالوں کا جواب نفی میں ہے تو یہ غلط اور باطل ہے۔اور نہ صرف اہل تشیع کی قدیم و جدید کتب میں درج اَفکار کے خلاف ہے بلکہ لولاک میں شائع شدہ سید عباس گردیزی کے پیش کردہ حوالے کے بھی خلاف ہے۔...... اور اگر جواب اثبات میں ہے تو ختم نبوت کے اِن منکروں کی تائید ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے پلیٹ فارم سے کس بنیاد پر کی جا رہی ہے؟

اکابر اہل سنت سے بدظنی اور تقیہ باز قوم سے حسن ظن رکھنے والے متوجہ ہوں!

سابقہ سطور میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ اہل تشیع کے ''عقیدۂ امامت'' کے ''اجرائے نبوت'' کے مترادف ہونے کی وجہ صرف ''ائمہ پر نزول وحی کا اعتقاد'' نہیں، بلکہ دیگر وجوہات بھی ہیں، جن میں ''ائمہ کے لیے عقیدہ عصمت''، ''ائمہ کا مفترض الطاعۃ ہونا''، ''ائمہ کا مرسل من اللہ اور ناسخ و منسوخ کا مختار ہونا'' وغیرہ شامل ہیں۔ گویا عقیدۂ امامت کا ہر جز ''عقیدہ ختم نبوت'' سے بغاوت اور اس کا اِنکار ہے۔

ایک ایک جز پر اہل تشیع اور اہل اسلام کے بیسیوں تائیدی حوالہ جات پیش کیے جا سکتے ہیں۔ سر دست طوالت کے خوف سے ہم اُن تمام عنوانات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے چند متفرق حوالہ جات' عقیدۂ امامت کی حقیقت واضح کرنے کے لیے پیش کر رہے ہیں۔ تاکہ بیسیوں اکابر اہل سنت سے بدظنی اور تقیہ باز قوم سے حسن ظن رکھنے والے دوست پورے شرح صدر کے ساتھ جان لیں کہ: ''عقیدۂ امامت دراصل عقیدہ ختم نبوت سے بغاوت کا دوسرا نام ہے۔'' اور وہ دوست اپنے طرزِ عمل پر بسہولت نظر ثانی کر سکیں۔ واللہ یھدی الی الحق. (نوٹ: کم از کم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر اور نائب امیر کی بات تو بہر حال ہمیں ماننی ہی چاہیے۔ جن کے حوالہ جات ہم آخر میں پیش کریں گے، ان شاء اللہ)

موجودہ زمانے کے شیعی دنیا کے امام خمینی اپنی کتاب ''الحکومت الاسلامیہ'' میں لکھتے ہیں کہ:

''ہمارے مذہب (شیعہ اثنا عشریہ) کے ضروری اور بنیادی عقائد میں سے یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہمارے ائمہ

معصومین کو وہ مقام و مرتبہ حاصل ہے جس تک کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی نہیں پہنچ سکتا۔'' [ص:۵۲]

پاکستانی شیعہ مجتہد محمد یاور حسین جعفری اپنی کتاب ''۱۶ مسئلے'' میں لکھتے ہیں کہ:

''اَب جب ہم نے انبیاء سے عہد لیا اور خاص طور پر محمد سے۔ اسے (حضرت محمد ﷺ) اور نوح، ابراہیم، موسیٰ، اور عیسیٰ سے۔ اور لیا ہم نے ان سے پکا وعدہ۔ حضرت محمد سے بھی یہ ہی عہد لیا گیا کہ جب کتاب کا نزول ہو چکے اور رسول آئے گا، اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔

یہ ظاہر ہے کہ تصدیق رسالت ماسوائے علی کے کسی اور نے نہ کی۔ کیونکہ یہ کوئی معمولی بات نہ تھی۔ بلکہ دنیا کو یہ بتانا کہ کلام خدا برحق ہے اور یہ تمام نبیوں کا سردار نبی ہے۔ صرف وہ ہی کر سکتا تھا جس میں نبیوں کی تمام صفات موجود ہوں۔ اور ماسوائے حضرت علی اور کسی میں نہ ہو سکتی تھیں۔ اب رسول خدا حضرت محمد پر واجب ہو گیا تھا کہ وہ علی کی رسالت و امامت اور ولایت کا اعلان کرتے۔ چنانچہ انہوں نے کیا اور کئی مواقع پر کیا۔ خصوصاً غدیر خم پر تو ایسا اعلان کیا کہ جسے بھلانے والے بھلا نہ سکتے تھے۔

حضرت عیسیٰ کو اگر زمانہ حضرت محمد ملتا تو اُن پر واجب ہوگا وہ حضرت محمد پر ایمان لاتے اور امداد کرتے۔ اور حضرت محمد پر واجب ہوا کہ علی کی رسالت اور امامت پر ایمان لاتے۔ اَب اگر حضرت عیسیٰ کو حضرت علی کے وقت میں آنا پڑے تو کیا آپ کا خیال ہے کہ علی پر سبقت لے جائیں گے! محض ناممکن۔ پس اندازہ کیجیے کہ علی کس قدر بلند نظر آتے ہیں۔

بہر کیف حضرت علی رسول بھی ہیں، امام بھی ہیں اور حضرت محمد کے وزیر بھی ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ بارہ کے بارہ رسول تھے۔'' [۱۶ مسئلے:۱۱، از: محمد یاور حسین جعفری]

میں حیران ہوں کہ مرزائی تو نبی کریم ﷺ کے بعد صرف ایک مرزا قادیانی کو نبی اور رسول ماننے کے جرم میں کافر قرار دیے گئے جبکہ یہاں تو نہ صرف بارہ اماموں کو 'رسول' مانا جا رہا ہے بلکہ یہاں تک لکھ دیا گیا کہ نعوذ باللہ حضور انور ﷺ پر واجب تھا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی رسالت و امامت کا نہ صرف اعلان کرتے بلکہ ان کی رسالت اور امامت پر 'ایمان' لاتے۔ حالانکہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ تو حضور انور ﷺ کے غلام تھے، امتی تھے اور چوتھے خلیفہ راشد تھے۔ اُن پر حضور انور ﷺ کا نعوذ باللہ ایمان لانے کا جھوٹا دعویٰ ''انکارِ ختم نبوت'' اور توہین رسالت نہیں تو اور کیا ہے؟

اثنا عشری مذہب کے ترجمان اعظم ان کے خاتم المحدثین علامہ باقر مجلسی اپنی کتاب ''حیات القلوب [۲/۷۸۷]'' میں تحریر کرتے ہیں کہ: ''زیادہ تر علمائے شیعہ کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب امیر اور تمام ائمہ علیہم السلام تمام انبیاء سے افضل ہیں۔''

یہی علامہ باقر مجلسی حیات القلوب کی تیسری جلد میں فرماتے ہیں کہ: ''ائمہ کی بعض معتبر روایات

سے جوان شاء اللہ اس کے بعد ذکر کی جائیں گی معلوم ہو جاتا ہے کہ امامت کا مرتبہ نبوت کے مرتبہ سے بالاتر ہے۔''

اس سے چند سطر آگے علامہ مجلسی نے لکھا ہے کہ: ''اور حضرت رسالت پناہ کی تعظیم کے لیے اور اس وجہ سے کہ آنجناب خاتم انبیاء ہیں نبی اور اس کے ہم معنی لفظ کے اطلاق کو حضرت امام پر منع کرتے ہیں۔'' گویا سمجھتے تو نبی ہی ہیں، لیکن ''تعظیم'' میں 'نبی' کہتے نہیں۔ حالانکہ درحقیقت یہ تعظیم نہیں، صرف اور صرف تقیہ ہے۔ جو امام پر لفظ نبی کے اطلاق کی صورت میں امت کی طرف سے عقیدہ امامت کو رد کردینے اور اپنی حقیقت کھل جانے کے خدشہ کے پیش نظر حفظِ ماتقدم کے طور پر اختیار کیا گیا ہے۔

علامہ مجلسی اور جناب خمینی کی ان تصریحات کے بعد اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ اثنا عشریہ کے نزدیک ان کے ائمہ کا مقام ومرتبہ تمام انبیاء علیہم السلام سے بالاتر ہے۔ اور وہ ان اعلیٰ مقامات اور بلند تر درجات پر فائز ہیں جن تک کسی مقرب فرشتے اور نبی مرسل کی بھی رسائی نہیں ہو سکتی، اور یہ کہ ان ائمہ پر ''نبی'' کے لفظ کا اطلاق صرف اس وجہ سے نہیں کیا جا سکتا کہ رسول اللہ ﷺ کو 'خاتم النبیین'' کے الفاظ عطا فرمادیئے گئے۔ اب اگر لفظِ نبی کسی اور کے لیے استعمال کیا تو تقیہ کی چادر تار تار ہو جائے گی۔ ظاہر ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کو لفظوں کا کھیل سمجھ کر ''نبی'' کے لفظ کی روک قائم کر لینا اور صفاتِ نبوت کسی اور کے لیے مان لینا یقیناً عقیدہ ختم نبوت کی نفی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا حوالہ بے شمار مقامات پر نقل کیا جا چکا ہے، یہاں بھی پڑھتے جایئے۔
حضرت رحمہ اللہ کتبِ شیعہ کے مطالعہ اور اپنی خداداد فکر وبصیرت سے گہرے غور فکر کے بعد (جو یہ کہتا ہے کہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا 'عقیدۂ امامت کو ختم نبوت کے منافی قرار دینا محض خواب کی بنیاد پر ہے، وہ جھوٹ بولتا ہے۔ حقیقت اس کے برعکس ہے، جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ [بلکہ تفصیل صفدر کے شمارہ: ۸۳/ میں شائع ہو چکی ہے۔ مدیر]) پورے یقین کے ساتھ فرماتے ہیں:

''شیعہ اثنا عشریہ کی اصطلاح اور ان کے عقیدہ میں امام کی شان یہ ہے کہ وہ معصوم ہوتا ہے، اس کی اطاعت فرض ہوتی ہے اور مخلوق کی ہدایت کے لیے اللہ تعالی کی طرف سے مقرر اور نامزد ہوتا ہے اور شیعہ امام کے حق میں وحی باطنی کے قائل ہیں پس فی الحقیقت وہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ اگرچہ زبان سے آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء کہتے ہیں۔'' [تفہیماتِ الٰہیہ: ۲۴۴]

ایک اور پاکستانی شیعہ عالم حسین بخش جاڑا لکھتے ہیں:

''حضور نے فرمایا۔ کوئی نبی نہیں بن سکا جب تک اس نے ولایت علی کا اقرار نہیں کیا۔''

[المجالس الفاخرہ فی أذکار العترۃ الطاہرہ: ۱۲]

پاکستان کے ہی شیعہ عالم نجم الحسن کراروی کی سن لیجیے!

''سورۃ **انا انزلناہ** سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول ملائکہ شب قدر میں ہوتا رہتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ نزول ملائکہ انبیاء واوصیاء (اماموں) ہی پر ہوا کرتا ہے۔ امام مہدی کو اس لیے موجود اور باقی رکھا گیا ہے تاکہ نزول ملائکہ کی مرکزی غرض پوری ہوسکے اور شب قدر میں انہیں پر نزول ملائکہ ہوسکے۔ حدیث میں ہے کہ شب قدر میں سال بھر کی روزی وغیرہ امام مہدی تک پہنچا دی جاتی ہے اور وہی اسے تقسیم کرتے ہیں۔'' [چودہ ستارے:۵۶۹]

ایرانی انقلاب کے بانی جناب خمینی نے گستاخی رسول کی بنا پر سلمان رشدی ملعون کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ جاری کیا تھا، خود خمینی صاحب کی بدباطنی ملاحظہ کر کے فیصلہ کیجیے کہ: کیا خمینی اور اس کے ماننے والے' گستاخیٔ رسول میں ''سلمان رشدی ملعون'' سے کم ہیں؟

''جو نبی بھی آئے وہ انصاف کے نفاذ کے لیے آئے۔ اُن کا مقصد بھی یہی تھا کہ تمام دنیا میں انصاف کا نفاذ کریں۔ لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ ختم المرسلین (ص) جو انسان کی اِصلاح کے لیے آئے تھے اور انصاف کا نفاذ کرنے کے لیے آئے تھے انسان کی تربیت لیے آئے تھے، لیکن وہ اپنے زمانے میں کامیاب نہیں ہوئے۔'' [اتحاد و یکجہتی امام خمینی کی نظر میں:۱۵]

شیعہ راہ نما خمینی نے جن ہستیوں بالخصوص رحمۃ اللعالمین ﷺ کو جس دیدہ دلیری سے انسانوں کی اصلاح اور تربیت اور انصاف کے نفاذ میں ناکام لکھا ہے، یہ توہین رسالت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے کہ اس نے منصب رسالت کے لیے جو حضرات مقرر کیے تھے۔ اور ان کو جو ذمہ داری سونپی گئی تھی وہ پوری نہ کر سکے۔ حالانکہ اس عالم الغیب نے خود ہی یہ ارشاد فرمایا ہے کہ: ''الله اعلم حيث يجعل رسالته.'' [پارہ ۸/آیت ۱۲۴] ترجمہ: ''اللہ تبارک وتعالیٰ ہی خوب جانتے ہیں جن کو انہوں نے رسالت دی۔'' گویا اللہ تعالیٰ نے ''اہل'' اور حق دار اشخاص کو ہی منصبِ رسالت کے لیے منتخب فرمایا۔ جناب خمینی کی اِس ہرزہ سرائی سے یہ لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ، خدا تعالیٰ سے انتخاب میں ہی غلطی ہوگئی۔

اہل نظر واقف ہیں کہ یہ سب کچھ اہل تشیع کے خودساختہ عقیدۂ امامت کا ہی کرشمہ ہے کہ: منصبِ امامت کی فوقیت جتلانے کے لیے نہ صرف یہ کہ منصبِ رسالت کی توہین کرتے ہیں بلکہ شان باری تعالیٰ کی تنقیص بھی کر گزرتے ہیں...... روافض کا یہی من گھڑت عقیدۂ امامت ہے جس نے روافض کو ''اصلی کلمۂ اسلام: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' سے محروم ہونے اور ''جعلی کلمہ'' گھڑنے پر مجبور کیا۔...... اسی عقیدہ امامت کی خاطر انہوں نے خدا تعالیٰ کے سچے اور برحق کلام کو اصلی قرآن ماننے سے انکار کر دیا۔...... اِسی عقیدہ امامت نے ان کو خلفائے ثلاثہ اور دیگر اصحابِ رسول کی مخالفت اور دشمنی پر کمربستہ کر دیا۔...... اور اسی عقیدہ امامت

نے ان کو منکر ختم نبوت بنایا۔

لٰہذا جب تک روافض ''عقیدۂ امامت'' کو گلے سے لگائے رکھیں گے، اہل اسلام اُن کو ختم نبوت کا باغی قرار دیتے رہیں گے۔ اور اگر کوئی شخص عقیدۂ امامت کے باوجود روافض کو ختم نبوت کا قائل سمجھتا ہے تو اُسے' سابقہ صفحات کی روشنی میں اپنے غلط خیال پر غور اور اُس سے رجوع کرنے کی دعوت دی جاتی ہے۔

کیونکہ مسلمانوں کے نزدیک جو حیثیت ایک صاحبِ شریعت نبی کی ہے، شیعہ حضرات کے نزدیک بعینہ وہی بلکہ اس سے کہیں بلند تر حیثیت ''امام'' کی ہے۔ ان کے نظریہ کے مطابق امام بھی مبعوث من اللہ ہوتے ہیں، معصوم عن الخطاء ہیں، ان کی اطاعت بھی غیر مشروط طور پر فرض ہے، ان پر وحی بھی نازل ہوتی ہے اور وہ قرآن کریم اور سنت نبویہ کے احکام کو منسوخ یا معطل کرنے کا اختیار بھی رکھتے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کی یہ حیثیت تسلیم کرنا ہی ختم نبوت کا اِنکار ہے۔

شیعہ مذہب کی کتابوں میں مقام امامت کے جو اوصاف بیان کیے گئے ہیں ان کا بغور مطالعہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ: اہل تشیع کے نزدیک نبی اور امام میں صرف نام کا اصطلاحی فرق ہے۔ (جیسا کہ اوپر جناب مجلسی کا حوالہ گزرا ہے۔) ورنہ مذکورہ بالا صفات کے لحاظ سے دونوں کے مرتبہ ومقام میں کوئی حقیقی فرق نہیں۔ آخر میں ہم نہایت اختصار کے ساتھ شیعہ عقیدہ امامت کی روشنی میں ائمہ کے چند اوصاف ذکر کرتے ہیں جو شیعہ مذہب کی مشہور کتب ''اُصول کافی'' اور ''ترجمہ مقبول'' میں مذکور ہیں۔

۱)......''اماموں کے بغیر اللہ کی حجت مخلوق پر قائم نہیں ہوتی۔'' [اصول کافی: ۱/۱۷۷]

۲)......''اماموں کی اطاعت فرض ہے۔'' [ایضا: ۱/۱۸۵]

۳)......''زمین صرف اماموں کے وجود سے قائم ہے۔'' [ایضا: ۱/۱۹۶]

۴)......''امت کے اعمال نبی کریم ﷺ پر اور اماموں پر پیش ہوتے ہیں۔'' [ایضا: ۱/۲۱۹]

۵)......''امام، معدن علم، شجرہ نبوت ہیں اور ان کے پاس فرشتوں کی آمد ورفت ہوتی ہے۔'' [۲۲۱]

۶)......''فرشتے اماموں کے پاس آتے ہیں اور خبریں لاتے ہیں۔'' [ایضا: ۱/۳۹۳]

۷)......''دین کے اختیارات اللہ تعالی نے رسول اللہؐ کو اور اماموں کو دے رکھے ہیں۔'' [۲۶۵]

۸)......''ایک روح جو جبرائیل ومیکائیل سے بھی عظیم تر ہے، اور جو آنحضرتؐ کے سوا کسی نبی پر نازل نہیں ہوئی، وہ ہمیشہ اماموں کے ساتھ رہتی ہے اور ان کو خبریں دیتی اور سیدھا رکھتی ہے۔'' [ایضا: ۳/۲۷۳]

۹)......''حضرت ابراہیمؑ نے اماموں کی بزرگی تسلیم کی تو ان کو امامت ملی۔'' [ترجمہ مقبول: ۲۶]

۱۰)......''حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اماموں کے طفیل خوف سے امن ملا۔'' [ترجمہ مقبول: ۶۲۸]

۱۱)......''حضرت نوح علیہ السلام کو اماموں کے طفیل غرق ہونے سے نجات ملی۔''[ایضا:۴۵۰]

۱۲)......''لیلۃ القدر میں روح القدس اور کل فرشتے اماموں پر نازل ہوتے ہیں اور جو کچھ وہ لکھ چکے ہیں وہ سب ان حضرات کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔''[ترجمہ مقبول:۱۱۹۵]

۱۳)......''امام ''ما کان وما یکون'' کو جانتے ہیں اور ان پر کوئی چیز بھی مخفی نہیں ہوتی۔''

[اصول کافی:۱/۲۶۰]

اِن صفات پر نگاہ ڈالنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اہل تشیع کے نزدیک ائمہ معصومین کا مرتبہ کیا ہے؟ ان کو اگر کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم ہے تو ظاہر ہے بغیر اطلاع خداوندی کے نہیں ہوسکتا۔اور اطلاع خداوندی ''وحی'' ہے۔اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ نزول وحی کا دعویٰ ختم نبوت کا انکار ہی ہے۔ چنانچہ پانچویں صدی ہجری کے حنفی عالم امام ابوشکور محمد بن عبدالسعید السالمی فرماتے ہیں:(ترجمہ)''اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ:''یہ عالم امام سے خالی نہیں ہوتا،اور امام حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی اولاد سے ہوتا ہے جو براہ راست اللہ تعالیٰ سے یا جبریل سے علم حاصل کرتا ہے۔''....یہ عقیدہ کفر ہے۔اس لیے کہ یہ(امام کے لیے)نبوت کا اثبات ہے۔''[التمہید:۱۸۰]

امام ابوعبداللہ محمد بن احمدؒ(۶۷۱ھ)اپنی تفسیر ''الجامع لاحکام القرآن''(تفسیر قرطبی)میں لکھتے ہیں:

(ترجمہ)''تمام اقوال کے مطابق علم قطعی اور یقین ضروری حاصل ہو چکا ہے اور سلف وخلف کا اجماع اس پر منعقد ہو چکا ہے کہ اللہ جل شانہ کے وہ احکامات جو ان کے امر و نہی پر مشتمل ہیں ان کو پہچاننے کا کوئی طریقہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ ان کو رسولوں سے حاصل کیا جائے۔اور جس شخص نے یہ کہا کہ: رسولوں سے ہٹ کر کوئی اور طریقہ بھی ہے جس میں رسولوں سے مستغنی ہو کر اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کو معلوم کیا جاسکتا ہے تو ایسا شخص کافر ہے،اس کو قتل کر دیا جائے گا اور توبہ کا مطالبہ بھی نہیں کیا جائے گا،نہ ہی اس سے کسی مزید سوال وجواب کی ضرورت ہے۔

پھر ایسا کہنا(کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے احکام معلوم کرنے کا کوئی اور ذریعہ بھی موجود ہے)یہ درحقیقت آنحضرت ﷺ کے بعد دوسرے انبیاء کی نبوت کا اثبات ہے، حالانکہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خاتم انبیاء ورسل بنایا ہے،اب آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی رسول۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ جو کہتا ہے کہ: احکام الٰہی میں وہ اپنے دل سے فیصلہ لے اور اسی کے تقاضے کے مطابق عمل کرے اور یہ کہے کہ اسے کتاب وسنت کی حاجت نہیں ہے تو لاریب ایسے شخص نے اپنے لیے ''خاصہ نبوت'' کو ثابت کرلیا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:''روح القدس

(جبریل) میرے دل میں بات ڈال رہے ہیں۔'' [تفسیر قرطبی، الکھف، آیت: ۸۲-۷۹]

''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' کی شائع کردہ کتاب ''ائمہ تلبیس'' میں مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری رحمہ اللہ پانچویں صدی کے شافعی عالم امام ابوالحسن علیؒ کا فتویٰ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آخر فقہائے اہل السنۃ والجماعۃ ایک مجلس میں جمع ہوئے، شیخ ابوالحسن علی بن عبدالرحمٰن نے' جو شافعی مذہب کے بڑے عالم تھے، قتل باطنیہ کے وجوب کا فتویٰ دیا، اور برملا کہہ دیا کہ: ''اِس فرقہ کی طرف سے محض اقرار باللسان اور تلفظ بالشہادتین کافی نہ ہوگا، کیونکہ جب ان سے یہ دریافت کیا جاتا ہے کہ: اگر تمہارا اِمام ایسے اُمور مباح کردے جسے شریعت اسلام نے حرام قرار دیا، یا ایسی چیزوں کو ناجائز کہہ دے جسے شریعت مطہرہ حلال اور جائز ٹھہراتی ہے تو کیا تم شریعت کا حکم مانو گے یا اپنے امام کا؟ تو وہ صاف لفظوں میں جواب دیتے ہیں کہ: ہم اپنے امام کے حکم کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں باطنیہ کا قتل بالاتفاق مباح ہوجاتا ہے۔ الکامل فی التاریخ: ۱۰۸/۹۔'' [ائمہ تلبیس: ۳۴۶]

اور روافض اپنے بارہ ائمہ کو حلال وحرام میں خودمختار سمجھتے ہیں۔ لہٰذا اِن صریح اور ٹھوس حوالہ جات کے بعد کسی صاحب عقل ودانش کو اس میں شک وشبہ نہیں ہونا چاہیے کہ: عقیدۂ امامت نہ صرف ختم نبوت کے منافی ہے، بلکہ پورے دین اسلام کے متوازی ایک الگ دین ہے۔ اور اس عقیدہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ پر نبوت کی حقیقت ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ امامت کے عنوان سے ترقی اور اعلیٰ صورت کے ساتھ جاری ہے۔ گویا شیعہ مذہب میں ختم نبوت کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ ان کے نزدیک ائمہ پر وحی نازل ہوتی ہے، اور بارہ کے بارہ ائمہ نبی ہیں، اس لحاظ سے ان کے آخری نبی محمد بن حسن عسکری المعروف امام غائب ہیں۔ اور ولایت علی کے اقرار سے انبیاء علیہم السلام کو نبوت عطا کی گئی۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

یہ تمام حوالہ جات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ (جن کا حوالہ آخر میں نذر قارئین کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ) کی خداداد بصیرت پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ: شیعوں کا عقیدہ امامت آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے خلاف پرفریب بغاوت ہے۔ اور شیعیت کے بانی عبداللہ بن سبا یہودی نے عقیدہ امامت آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر کاری ضرب لگانے کے لیے گھڑا ہے۔

اِس' قدرے طویل گفتگو کے بعد راقم الحروف چند گزارشات اہل علم حضرات خصوصاً ''ماہنامہ لولاک'' کے مدیران ومجلس منتظمہ سے عرض کرنا چاہتا ہے کہ:

ا)...... جب شیعہ بھی قادیانیوں کی طرح ختم نبوت کے منکر ہیں تو دارالعلوم دیوبند کے فتویٰ اور

تجویز کے مطابق اِن کے خلاف بھی اُسی انداز میں جدو جہد کی جائے جس انداز میں قادیانیوں کے خلاف کی گئی۔تا کہ سادہ لوح عوام ان کے دام فریب سے محفوظ رہ سکیں اور اپنے ایمان کی حفاظت کرسکیں۔

۲)......حق کے واضح ہو جانے کے بعد احقاقِ حق ابطال باطل کے لیے میدان عمل میں نکلیں، پوری سنی قوم ختم نبوت کے تحفظ کے لیے آپ کے شانہ بشانہ چلنے کے لیے تیار ہے۔

۳)...... ماہنامہ لولاک کے اندرونی ٹائٹل پر جن حضرات اکابر کے نام درج ہیں، کیا وہ صرف دکھلاوے کے لیے ہیں، یا حقیقت میں ہم اُن کو اپنا پیشوا اور مقتدا سمجھتے ہیں؟ اگر واقعی اُن پر اعتماد ہے تو اُن کی تحقیقات کو چھوڑ کر تقیہ باز قوم کے جھوٹے، متضاد اور غلط دعوے کی تائید چہ معنی دارد؟

۴)......اگر عالمی مجلس تحفظ ختم کے اکابر میں سے کسی نے بھی اہل تشیع کے عقیدۂ امامت کو ختم نبوت کے منافی نہ قرار دیا ہوتا تب بھی حقائق معلوم اور حق واضح ہو جانے کے بعد ہمارے لیے اِس اَصلیت کو تسلیم کرنا اور عوام الناس کو اِس سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔تا کہ سادہ لوح عوام جیسے قادیانیوں کو منکرِ ختم نبوت سمجھتے اور ان سے بچتے ہیں، ایسے ہی اِن منکرینِ ختم نبوت سے بھی واقف ہوں۔

ورنہ اگر ہمارے اِس بے اعتدال رویہ کی وجہ سے سادہ لوح عوام شیعہ مذہب اختیار کر کے منکرین ختم نبوت بنتے رہے تو کل قیامت کے دِن ہم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے کہ: دنیا کی نظروں میں تو ہم ختم نبوت کے محافظ اور پہرے دار تھے، لیکن حقیقت میں منکرین ختم نبوت کے طرف دار بھی تھے!!؟؟ خدارا ہم غور کریں۔اور ایسے مذہب کے لوگوں کی تائید نہ کریں جن کے مذہب میں ختم نبوت کا تصور ہی نہیں۔جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کو نعوذ باللہ ''ناکام'' سمجھا جاتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اہل تشیع کے اِس الحاد کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''کوئی یہ کہے کہ پیغمبر خاتم نبوت ہیں لیکن اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو نبی نہ کہا جائے لیکن نبوت کا معنی۔یعنی ایک انسان کا منجانب اللہ مخلوق کی طرف مبعوث ہونا اور واجب الاطاعت گناہوں سے معصوم اور بقاعلی الخطاء سے محفوظ ہونا آپ کے بعد ائمہ میں موجود تھا تو ایسا شخص زندیق ہے۔''

[المسوی شرح موطا:۲/۱۱۰دہلی]

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے اس حوالہ میں ہمارے استدلال کے مؤید ہونے کے علاوہ ان سادہ لوح عوام بلکہ علماء اہل سنت کے لیے بھی سرمہ بصیرت ہے جو شیعی لٹریچر اور شیعہ عقائد سے یکسر غافل ہیں اور شیعوں کو اپنے جیسا مسلمان اور ختم نبوت کا قائل جانتے بلکہ اُن کی تائید کے لیے ''حوالے'' بھی دیتے ہیں۔اور مرزائیوں کے متعلق ان کے سیاست باز لیڈروں کے تقیہ پر مبنی بیانات سے دھوکہ میں آجاتے ہیں۔

حالانکہ ظاہر سانپ سے یہ مار آستین زیادہ موذی اور خطرناک ہیں۔

یاد رہے کہ: اہل تشیع کے ’’انکارِ ختم نبوت‘‘ کو قبول کرنے سے اُن اکابر اہل سنت پر کوئی حرف نہیں آئے گا جنہوں نے تحاریک ختم نبوت میں اہل تشیع کی شرکت کو ’’برداشت‘‘ کیا تھا۔ جیسا کہ اہل تشیع کی تکفیر سے اُن قدیم اکابر پر کوئی حرف نہیں آیا جنہوں نے اہل تشیع کی تکفیر نہیں کی۔ یا اُن سے کفر کی نفی کی تھی۔

ختامہ مسک کے طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دو بزرگوں کے حوالہ جات پیش خدمت ہیں، تاکہ ہماری حقیقت پر مبنی معروضات قبول کرنے میں عالمی مجلس سے وابستہ کسی دوست کو، کوئی تأمل نہ رہے۔

حکیم العصر شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ [امیر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت] فرماتے ہیں:

اگرچہ انہوں (روافض) نے نبی کا لفظ استعمال نہیں کیا، لیکن امام کو فائز کرلیا نبوت پر۔ اس لیے ان کے کفر کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (خواب میں شاہ ولی اللہ کو) اشارہ جو فرمایا تو گویا اس سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے۔ اور ایسی شخصیات کو نبوت کے منصب پر چڑھا دیا گیا، اگرچہ نبی کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا، لیکن لوازمات سارے کے سارے وہی آ گئے تو میں سمجھا کہ یہی بناء ہے ان کے کفر کی۔ دیوبند سے جو (ماہنامہ) ’’دارالعلوم‘‘ کے اندر فتویٰ شائع ہوا، اُنہوں نے بناء اِسی پر رکھی کہ ان کا یہی عقیدہ ان کے کفر کے سمجھنے کے لیے کافی ہے کہ مسلمان جو اہل السنۃ والجماعۃ کہلاتے ہیں، اُن سے یہ علیحدہ ہیں، یہ (اہل السنۃ والجماعۃ) مسلم ہیں وہ (شیعہ) مسلم نہیں۔‘‘ [خطبات حکیم العصر: ۱۶۵/۵]

ترجمان اہل حق مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ [نائب امیر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت] لکھتے ہیں:

’’شیعوں کا یہ ’’نظریۂ امامت‘‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے خلاف ایک بغاوت اور اسلام کی ابدیت کے خلاف ایک کھلی سازش ہے، یہی وجہ ہے کہ دورِ قدیم سے لے کر مرزا غلام قادیانی تک جن جن لوگوں نے نبوت و رِسالت کے جُھوٹے دعوے کیے، انہوں نے اپنے دعووں کا مصالحہ شیعوں کے ’’نظریۂ امامت‘‘ سے مُستعار لیا۔

.... میں شیعہ کے ’’نظریۂ امامت‘‘ پر جتنا غور کرتا ہوں میرے یقین میں اُتنا ہی اِضافہ ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ضرب لگانے اور اُمّت میں جُھوٹے مدّعیانِ نبوت کے دعویٰ نبوت کا چور دروازہ کھولنے کے لیے گھڑا۔‘‘ [اختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم: ۲۸]

نسئل اللہ الھدایۃ وھو الھادی إلی صراط مستقیم

نوٹ: اِس مضمون میں کتب شیعہ کے حوالہ جات کے سلسلہ میں مولانا مہر محمد رحمہ اللہ کی کتاب ’’تحفہ امامیہ‘‘ اور مولانا ابو عثمان کی کتاب ’’شیعہ اور ختم نبوت‘‘ پر اعتماد کیا گیا ہے۔

☆......☆......☆......☆

مولانا جمیل الرحمٰن عباسی

حضرت سیدنا عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا عبداللہؓ بن حذافہ سہمی جلیل القدر صحابی ہیں، آپ قدیم الاسلام اور مہاجرین اولین میں سے ہیں، حضرت ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ کے پہلے خاوند حضرت سیدنا خنیسؓ آپ کے بھائی تھے، آنحضرتؐ نے انہی کو اپنا خط دے کر کسریٰ کے پاس بھیجا تھا، آنحضرت ﷺ کے خط مبارک کو کسری نے چاک کر دیا تھا تو آنحضرتؐ نے فرمایا: اللھم مزق ملکه ''یا اللہ اس کے ملک کے ٹکڑے کر دے'' چنانچہ کچھ ہی عرصہ بعد کسری کو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کر دیا اور قلیل عرصہ میں ہی ایران کے ٹکڑے بکھرے ہو گئے۔

حضرت عبداللہؓ بن حذافہ خوش مزاج اور ظریف الطبع تھے، ان کے مزاح کے واقعات کتب میں ملتے ہیں، انھی کے مزاح کا واقعہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انھیں ایک مرتبہ ایک سریہ میں امیر بنا کر بھیجا، ایک جگہ پہنچ کر حضرت عبداللہؓ نے اپنے لشکر کو لکڑیاں جمع کر کے آگ جلانے کا حکم دیا اور جب آگ کے شعلے بھڑک اٹھے تو انھوں نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ آگ میں کود جاؤ۔ ساتھیوں نے انکار کر دیا اور کہا ہم کس خوشی میں آگ میں چھلانگیں لگا دیں؟ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا الم یامرکم رسول اللہ ﷺ بطاعتی؟ ''کیا رسول اللہ ﷺ نے تمھیں میری اطاعت کا حکم نہیں دیا تھا؟'' ساتھیوں نے کہا **ما آمنا باللہ واتبعنا رسوله الا لننجو من النار** ''ہم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت آگ سے بچنے کیلئے ہی تو کی ہے؟'' (یہ سب کچھ مزاح کے طور پر تھا۔) واپسی پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق ''مخلوق کی ایسی بات ماننا جائز نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو''۔

[الاستیعاب: ۴۴۶، الاصابہ: ۱۰۳۱/۲]

حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کی موجودگی میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے جو چاہو سوال کرو، میں جواب دوں گا۔'' حضرت عبداللہؓ نے پوچھا: ''میرے والد کون ہیں؟'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''حذافہ!'' (حوالہ بالا)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے لکھا ہے کہ: قرآن مجید کی آیت **یا ایھا الذین آمنوا اطیعو اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم** (سورۃ النساء آیت ۵۹) انھی کے بارے میں نازل ہوئی۔ جس وقت آنحضرت ﷺ نے انھیں ایک لشکر پر امیر مقرر فرمایا تھا۔ [الاصابہ: ۱۰۳۱/۲]

حضرت عبداللہؓ بن حذافہ کا ایک ایمان افروز واقعہ الاصابہ اور اسد الغابہ میں مذکور ہے ملاحظہ ہو، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ: حضرت عبداللہؓ بن حذافہ سہمی کو جب اہل روم نے قیساریہ کی جنگ میں قید کرلیا تو وہاں کے ظالم بادشاہ نے ان سے کہا: ''کہ تم نصرانی ہو جاؤ! ورنہ میں تانبے کی دیگ میں تیل گرم کروا کر تمہیں اس میں ڈال دوں گا۔'' پھر اس بادشاہ نے ان کو خوف دلانے کے لیے تانبے کی ایک دیگ منگوائی اور اس میں روغن زیتون بھروا کر آگ پر جوش دلایا، جب تیل ابلنے لگا تو مسلمان قیدیوں میں سے ایک قیدی کو بلوایا اور اس سے کہا کہ تم نصرانی ہو جاؤ، اس نیک مرد نے بھی نصرانی ہونے سے انکار کر دیا، تو اس ظالم بادشاہ نے ان کو اس دیگ میں ڈال دیا، تھوڑی دیر میں اس مسلمان قیدی کا گوشت پوست جل گیا اور ہڈیاں تیل کے اوپر آ گئیں، اس کے بعد ظالم بادشاہ نے حضرت عبداللہؓ بن حذافہ سے کہا کہ: ''تم نصرانی ہو جاؤ ورنہ تمہارے اس ساتھی کی طرح تمہیں بھی دیگ میں ڈال دیا جائے گا۔'' مگر انہوں نے اس وقت بھی نصرانی ہونے سے انکار کر دیا، بادشاہ نے اپنے خدام کو حکم دیا کہ ان کو بھی دیگ میں ڈال دو، جب انہیں دیگ میں ڈالا جانے لگا تو یہ رونے لگے۔

خدام نے جا کر بادشاہ سے کہا کہ وہ ڈر گئے ہیں اور رو رہے ہیں، بادشاہ نے کہا: اچھا! اب ان کو پھر میرے پاس لے آؤ، حضرت عبداللہؓ نے کہا: ''تم یہ ہرگز نہ سمجھنا کہ میں تمہارے اِس ظالمانہ اقدام سے جو میرے ساتھ کرنا چاہتے ہو گھبرا کر رو رہا ہوں، بلکہ میرے رونے کا سبب یہ ہے کہ اِس وقت میرے پاس صرف ایک جان ہے جسے اللہ کی راہ میں اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں اُبلتے ہوئے تیل میں ڈالا جا رہا ہے، **تمنیتُ ان لی مائة نفس تلقی هكذا فی الله** ''میری خواہش ہے کہ مجھے سو جانیں ملتیں اور ہر جان کے ساتھ یکے بعد دیگرے تو یہی معاملہ کرتا''، یہ گفتگو سن کر اس ظالم کو سخت تعجب ہوا اور اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دینے کا ارادہ کیا اور ان سے کہا: ''تم میرے سر کا بوسہ لے لو تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔'' حضرت عبداللہؓ نے اِس سے بھی انکار کیا، اس کے بعد بادشاہ نے کہا ''تم نصرانی ہو جاؤ تو میں اپنی لڑکی سے تمہاری شادی بھی کر دوں گا اور اپنا ملک بھی تمہیں بانٹ دوں گا۔'' مگر انہوں نے اسے بھی منظور نہ کیا، تب بادشاہ نے کہا: ''تم میرے سر کا بوسہ لے لو تو میں تمہیں بھی اور تمہارے ساتھ ۸۰/ مسلمان قیدیوں کو بھی رہا کر دوں گا۔'' اس پر حضرت عبداللہؓ نے کہا: ''اچھا! مسلمان بھائیوں کی رہائی کے لئے میں یہ بات منظور کرتا ہوں۔''، چنانچہ انہوں اس وقت بادشاہ کے سر کا بوسہ لیا اور بادشاہ نے انہیں ۸۰/ مسلمان قیدیوں سمیت رہا کر دیا۔ جب یہ حضرات وہاں سے روانہ ہو کر حضرت عمر بن خطابؓ کی خدمت میں پہنچے **فقام عمرؓ وقبل رأسه** ''تو حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر حضرت عبداللہؓ بن حذافہ کے سر کا بوسہ لیا'' اور ان کا بہت احترام کیا۔[اسد الغابہ: ۲/ ۲۲۷، الاصابہ: ۲/ ۱۰۳۲]

☆☆☆☆

جناب نثار معاویہ صاحب

سفر نامہ عمرہ

(۲۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ)

جانشین شیخ الہند، شیخ الاسلام، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ حرمین شریفین کے حوالہ سے فرمایا کرتے تھے کہ: ''جو وہاں نہ گیا ہو وہ وہاں جانے کے لیے 'ترستا' رہتا ہے، اور جو ایک بار چلا جائے تو وہ پھر وہاں جانے کے لیے 'تڑپتا' رہتا ہے۔'' دراصل یہ مومن کے ایمان اور عشق کا تقاضا ہے لیکن موجودہ حالات میں مجھ جیسا بے مایہ شخص صرف تڑپ ہی سکتا ہے کہ موجودہ حکومتی پالیسیوں کی وجہ سے یہ مقدس سفر عام آدمی کی پہنچ سے بہت دور ہو گیا ہے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ چاہیں تو اپنی قدرت کا کرشمہ دکھا سکتے ہیں، اور عاجز و مسکین کے خواب بھی حقیقت کا روپ دھار سکتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اَب تک بنی ہوئی ہے

یہی معاملہ ناچیز کے ساتھ بھی موجودہ سفر حرمین کے سلسلہ میں پیش آیا۔ میرا تو یقین ہے کہ یہ سب عنایتیں حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہٗ کے جوتوں کا صدقہ ہے۔ اور وارثِ مسندِ مدنی، باغبانِ گلشنِ مظہری، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن سومرو دامت برکاتہم کی ناچیز خادم پر انتہائی شفقت اور ذرہ نوازی کی معمولی جھلک ہے۔ آج کے اس نفسا نفسی کے دور میں کون کسی کا معمولی بھی خیال رکھتا ہے۔ یہ در اصل مدنی سلسلہ کا فیض ہے جو دنیا داروں کی سمجھ سے باہر ہے۔

یہ تمہید میں نے اس لیے لکھی ہے کہ انسان کو اپنی اوقات کبھی بھی بھولنی نہیں چاہیے۔ محمود بادشاہ کا وزیر ایاز بہت بلند مرتبے پر پہنچ گیا۔ وہ روزانہ اپنی الماری کھول کر دیکھتا۔ حاسدوں نے سمجھا کہ اس نے اس میں کوئی خزانہ چھپایا ہوا ہے اور روزانہ اس کو دیکھتا ہے کہ کہیں چوری تو نہیں ہو گیا۔ انہوں نے موقع کو غنیمت جان کر بادشاہ کو شکایت لگا دی کہ اس نے آپ سے خزانہ چھپا کر الماری میں پوشیدہ رکھا ہوا ہے۔ بادشاہ نے اسے بلا کر پوچھا، اس نے انکار کیا کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ بادشاہ نے پوچھا تو پھر تو روزانہ اس کو کیوں چوری چھپے دیکھتا ہے۔ حاسدوں نے بادشاہ سے کہا آپ الماری کھول کر دیکھیں۔ بادشاہ نے ایاز کو حکم دیا کہ الماری کھولو۔ اب سارے حاسد خوش تھے کہ چھپایا ہوا خزانہ ملنے پر بادشاہ اسے سخت سزا دے گا۔ لیکن جب ایاز نے

الماری کھولی تو اس میں پھٹے پرانے کپڑے اور پرانے جوتے تھے۔ بادشاہ محمود نے ایاز سے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟ تو روزانہ انہیں کیوں دیکھتا ہے؟ تو ایاز نے کہا کہ بادشاہ سلامت! میں روزانہ ان کو اس لیے دیکھتا ہوں کہ مجھے اپنی اوقات یاد رہے کہ تیری تو یہ اوقات تھی، یہ بادشاہ کی کرم نوازی ہے کہ تجھے یہ مقام ملا ہوا ہے۔ عرض کرنے کا مقصد یہی ہے کہ ناچیز کے اوقات بھی بزرگوں کے جوتوں سے ہی وابستہ ہیں ورنہ میری کیا حیثیت ہے؟ اللہ کے ہاں یہ بھی قبول ہو جائے تو بڑی غنیمت ہے۔

بات شروع عمرہ کے سفر سے ہوئی۔ ناچیز کو معلوم ہوا کہ حضرت شیخ دامت برکاتہم فروری کے وسط میں عمرہ پر تشریف لے جا رہے ہیں۔ حضرت شیخ دامت برکاتہم کی مصروفیت کی وجہ سے ان سے تو نہ پوچھا۔ لاہور میں مقیم، حضرت کے سفر پنجاب و خیبر پختونخواہ کے مستقل خادم و رفیق سفر حافظ محمود حسن عرف مٹھا صاحب سے رابطہ کیا۔ انہوں نے فرمایا: جانے کا پروگرام تو ہے لیکن اَبھی نہیں۔ ابھی حکومت کی طرف سے انگلیوں کے نشان کی رپورٹ لازم قرار دے دی گئی ہے، اس میں کافی دقت ہوتی ہے۔ ان شاء اللہ کچھ عرصہ بعد جائیں گے۔ ابھی کوئی پروگرام نہیں۔

کچھ دنوں بعد مخدوم مکرم، گلشن مظہریؒ کے پھول، محترم المقام حافظ ازہر حسین حقانی مدظلہ کا حکم ملا کہ ۲۵ر فروری ۲۰۱۸ء کو مسجد حق چار یارؓ، تلہ گنگ میں سالانہ جلسہ ہے۔ حضرت شیخ دامت برکاتہم سے پوچھ کر بتائیں کہ وہاں تشریف لا سکتے ہیں یا نہیں؟ دوسرے روز صبح میں نے حضرت شیخ دامت برکاتہم سے محترم حقانی صاحب کے حکم کے مطابق عرض کیا، تو حضرت نے دریافت فرمایا کہ: جلسہ کب ہے؟ میں نے عرض کیا: ۲۵ر فروری کو۔ آپ نے فرمایا: ۲۵ر فروری کو تو عمرہ پر ہوں گے۔ میرے منہ سے بے ساختہ نکل گیا: حضرت! کون کون آپ کے ساتھ جا رہے ہیں؟ خوشگوار موڈ میں تھے، فرمایا: آپ کو بھی جانا ہے؟ (ناچیز ذہنی طور پر تو ہر وقت تیار ہوتا ہے) عرض کیا: اگر ایسے مقدس سفر کا موقع آپ کی معیت میں مل جائے تو کون اِنکار کر سکتا ہے؟ فرمایا: پاسپورٹ کہاں ہے؟ عرض کیا: میرے پاس ہے۔ فرمایا: نذیر (حضرت شیخ کے مدرسہ کے مدرس) کو دے دو۔

(جس طرح خاندان صدیق اکبر بارہا امت مسلمہ کے لیے سہولتوں اور برکتوں کا باعث بنا، اسی طرح مظہری خانوادہ اِس ناچیز کے لیے بے پناہ رحمتوں اور برکتوں کا باعث ثابت ہوا۔ اسی خانوادہ کے فرد کے حکم کی پیروی اِس مقدس سفر کا بہانہ ثابت ہوئی۔ اگر اس سلسلہ کو چھیڑا جائے تو ضخیم کتاب بن جائے۔)

میں نے پاسپورٹ وغیرہ نذیر صاحب کو دے دیا۔ پھر دوبارہ پوچھنے کی جسارت نہ کر سکا۔ کچھ دنوں بعد حضرت شیخ کے ڈرائیور ثناء اللہ صاحب نے مقدس سفر پر جانے کی پیشگی مبارک باد دی کہ آپ کے

کاغذات بھی جمع کرا دیے گئے ہیں۔ ۲/فروری کو ٹمیاری میں حضرت شیخ دامت برکاتہم نے جمعہ پڑھایا۔ وہیں حضرت کو فون آیا کہ ۶/فروری کو انگلیوں کے نشان لگا کر رپورٹ حاصل کرنے کے لیے کراچی آئیں۔ حضرت شیخ دامت برکاتہم نے سفر کے دوران ہی ہمراہ جانے والوں محمد ایوب جونیجو، ناظم مالیات جامعہ مظہریہ حسینیہ، حافظ حسین سومرو، حافظ محمد یامین سومرو اور ان کی اہلیہ کو فون کر کے کراچی جانے کے پروگرام سے آگاہ کر دیا۔ ۶/فروری کو کراچی میں انگلیوں کے نشانات کی رپورٹ لے کر متعلقہ ٹریول ایجنسی کو دی تاکہ وہ ویزہ کے لیے پاسپورٹ کے ساتھ جمع کرائے۔ بدھ ۱۴/فروری ۲۰۱۸ء سعودی ایئر لائن سے سیٹیں بک کرائیں۔ الحمدللہ ۱۰/فروری رات کو پاسپورٹ ویزہ لگنے کے بعد ٹریول ایجنسی کو مل گیا۔

۲۶/جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ منگل، ۱۳/فروری ۲۰۱۸ء وارث مسند مدنیؒ، باغبان گلشن مظہریؒ عمرہ کے مقدس سفر کے لیے تقریباً ۳:۳۰ بجے حیدر آباد کے لیے روانہ ہوئے جہاں آپ کی زیر سرپرستی عالمی محفل حسن قراءت، پیراڈائز میرج ہال، نزد راجپوتانہ ہسپتال میں بعد نماز عشاء منعقد ہو رہی تھی۔ اس عظیم الشان محفل کے اختتام پر وہاں سے ۲۷/جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ، بدھ ۱۴/فروری ۲۰۱۸ء صبح ایک بجے حضرت شیخ کراچی کے لیے روانہ ہوئے جہاں اس مقدس سفر کے لیے صبح ۹/بجے روانہ ہونا تھا۔ ناچیز خادم حضرت شیخ کے ہمراہ تھا باقی احباب نے اپنے اپنے طور پر ایئر پورٹ پہنچنا تھا۔

کراچی کے قریب ایک ہوٹل پر صبح ۴/بجے کے قریب پہنچے۔ کھانا کھایا۔ کراچی کے احباب میں سے محمد علی صاحب بھی تشریف لے آئے۔ پھر مولانا محمد احمد صاحب جن کی وساطت سے ویزہ وغیرہ کے مراحل طے ہوئے، وہ بھی ویزہ اور دیگر کاغذات لے کر تشریف لے آئے۔ وہاں سے تقریباً ۵:۳۰ بجے ایئر پورٹ کی طرف چلے۔ صبح صادق کا وقت ۵:۵۲/تھا اس دوران وضو سے فارغ ہو کر ایئر پورٹ کی مسجد میں حضرت شیخ کی اقتداء میں نماز فجر با جماعت ادا کرنے کی سعادت ملی۔ پھر ایئر پورٹ آ گئے جہاں دیگر رفقاء سفر بھی آ گئے۔

بہت سے ساتھی حضرت شیخ کی زیارت اور الوداع کہنے کے لیے حاضر ہوئے تھے۔ حضرت کے گاؤں کے امین سومرو صاحب جو ایئر پورٹ پر کام کرتے ہیں، انہوں نے ٹرالی پر سامان رکھا۔ حضرت نے اجتماعی دعا فرمائی اور ہم ایئر پورٹ کے اندر چلے گئے۔ چیکنگ، سامان بکنگ اور دیگر قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد ہم آخری لاؤنج انتظار گاہ میں آ گئے۔ وہاں سب نے صبح ۸/بجے نفل پڑھے اور عمرہ کے احرام کی نیت کی۔

۸:۲۰/بجے سعودی ایئر لائن کی پرواز نمبر: ۷۰۳/میں سوار ہونے کے لیے پیدل ہی جہاز میں چلے

گئے جو لاؤنج کے ساتھ ہی لگا کھڑا تھا۔ ۸:۵۰ بجے پر جہاز نے پرواز کے لیے حرکت شروع کی اور دیکھتے ہی دیکھتے فضا میں بلند ہوگیا۔ رات بھر کی بیداری اور تھکاوٹ کی وجہ سے تقریباً زیادہ وقت حضرت شیخ دامت برکاتہم کا آرام کرتے گزرا۔ جہاز میں کافی سیٹیں خالی تھیں، سب خوب آرام سے الگ الگ نشستوں پر بیٹھے۔ جہاز تقریباً ۳:۳۰ گھنٹے بعد سعودی وقت کے مطابق ۱۰:۴۰ پر جدہ کے کنگ عبدالعزیز انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر اترا۔ امیگریشن، کسٹم چیکنگ اور سامان کی وصولی کے بعد تقریباً ۱۲ بجے ایئر پورٹ سے باہر آئے۔

ہمارے پہنچنے تک ہمارے متعلقہ ایجنٹ کی بس بھر چکی تھی تو دوسری کا انتظار کرنا پڑا۔ اسی دوران ظہر کی نماز وہیں حضرت شیخ دامت برکاتہم کی اقتدا میں ادا کی۔ پھر جب مکہ پہنچنے اور رہائش گاہ ملنے اور سامان رکھنے کے دوران وہاں عصر کی اذان ہوگئی۔ وہاں تقریباً ۳:۵۰ پر عصر کی اذان ہوتی ہے۔ رہائش قریب ہی شارع ابراہیم خلیل پر ''فندق فوزیہ عبدالکریم'' کی آٹھویں منزل میں کمرہ نمبر ۲ ملی۔ سامان رکھنے کے بعد حضرت شیخ دامت برکاتہم نے کھانا لانے کا فرمایا۔ ناچیز خادم حافظ سومرو صاحب کے ساتھ کھانا لانے گیا۔ کھانے کے بعد رہائش گاہ پر ہی حضرت شیخ دامت برکاتہم کی اقتداء میں نماز عصر ادا کی، اور پھر حرم شریف کی طرف عمرہ کے لیے روانہ ہوئے۔ باب فہد کے باہر صحن میں بیٹھ کر چائے پی اور مغرب کی نماز بھی وہیں پڑھی۔

مغرب کی نماز کے بعد الحمد للہ حضرت شیخ دامت برکاتہم کی معیت میں عمرے کے طواف کی ابتداء کی سعادت نصیب ہوئی، اور تقریباً ۹:۱۵ بجے، سعودی وقت کے مطابق طواف اور سعی سے فارغ ہوئے۔ طواف سے فارغ ہوئے تو عشاء کی اذان ہوگئی۔ نوافل اور نماز عشاء سعی والی جگہ پر ادا کی، پھر سعی کی۔ (حجر اسود کے سامنے پہلے جہاں آب زم زم پینے کے لیے تہہ خانہ تھا وہاں اَب تعمیری کام ہو رہا ہے، اِس لیے مطاف میں صرف عمرے کے طواف کے لیے احرام والوں کو جانے کی اجازت دی جاتی ہے، اور صرف ایک راستہ کھلا رکھا گیا ہے باقی سب طرف سے بند کر دیا گیا ہے۔ اس راستہ پر بھی جگہ جگہ اور مطاف میں بھی پانچ چھ قسم کے سیکیورٹی اہلکار ڈیوٹی پر ہمہ وقت موجود رہتے ہیں، اور بغیر احرام والے کو کسی صورت میں اندر جانے کی اجازت نہیں۔

عمرہ سے فارغ ہو کر رہائش گاہ پر آ گئے۔ ناظم ایوب صاحب نے حضرت شیخ دامت برکاتہم کا، پھر میرا اور حافظ حسین صاحب کا حلق کیا۔ حضرت شیخ دامت برکاتہم نے ایوب صاحب کا حلق کیا پھر کھانا کھایا اور سو گئے۔

(۱۵ فروری) تہجد کے وقت سب بیدار ہوئے۔ حضرت شیخ دامت برکاتہم، حافظ حسین صاحب کے ساتھ حرم تشریف لے گئے۔ مجھے فرمایا: آپ ایوب صاحب کو ساتھ لے کر آئیں، نئے آدمی ہیں، راستہ کی

واقفیت نہیں۔ وہاں نماز فجر تک سب الگ الگ رہتے ہیں۔ اشراق پڑھ کر آیا تو سب رہائش پر موجود تھے۔ حضرت شیخ دامت برکاتہم نماز سے واپسی پر ''بن داؤد سپر سٹور'' سے چائے بنانے کے لیے الیکٹرک کیتلی لے آئے تھے۔ چائے خود حضرت شیخ دامت برکاتہم اور ایوب صاحب نے بنائی۔ سب نے مل کر ناشتہ کیا۔ ناشتہ کے بعد تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد پھر حرم شریف کو چل پڑے۔ باب فہد کے ساتھ گیٹ نمبر ۸۲/ سے نیچے سیڑھیاں اتر کر چلتے چلتے حرم شریف کے سامنے مطاف کے قریب بیٹھ گئے۔ سامنے رکاوٹیں لگا کر راستہ بند کیا ہوا تھا۔ ظہر کی نماز پڑھ کر واپسی ہوئی۔ وہاں ظہر کی اذان ۱۲:۳۵/ کے بعد ہوتی ہے اور دس یا پندرہ منٹ بعد جماعت ہوتی ہے۔ (صبح ناشتہ کے بعد حضرت شیخ دامت برکاتہم نے مجھے ۵۰۰/ ریال عنایت فرمائے کہ اجتماعی کھانے کے حساب میں جمع کرادوں اور دیگر ضروریات پر خرچ کروں۔ میں نے ۱۰۰/ ریال ایوب صاحب کو دے دیئے کیونکہ یہاں بھی مالیات کے ناظم وہی مقرر ہوئے۔ اور زین کمپنی کی موبائل سم لے لی)

ظہر کے بعد حرم کے ''باب فہد'' کے باہر صحن میں بیٹھ کر کھانا کھایا۔ باقی احباب رہائش پر چلے گئے۔ میں حضرت شیخ دامت برکاتہم کے ساتھ وہیں رہا۔ حضرت کے ساتھ ہی عصر کی نماز وہیں صحن میں پڑھی۔ پھر حضرت کو چائے لا کر پلائی اور پھر ۸۲/ نمبر گیٹ سے نیچے اتر کر دوبارہ حرم کے سامنے آ کر بیٹھ گئے۔ مغرب کی نماز وہاں پڑھی، اور عشاء تک وہیں بیٹھنے کا ارادہ تھا۔

مغرب کے بعد حضرت کا وقت نوافل اور مراقبے میں گزرا۔ عشاء سے کچھ دیر قبل حافظ حسین صاحب آ گئے۔ اُن کے موبائل پر عبد الحکیم (ملتان کے قریب ایک قصبہ کا نام ہے) کے شکیل صاحب کا فون آیا کہ: رش کی وجہ سے اندر حرم میں جانے کے راستے بند کر دیے گئے ہیں۔ وہ ''باب فہد'' کے باہر صحن میں منتظر ہیں۔ حضرت دامت برکاتہم ان کی خاطر باہر صحن میں آ گئے۔ سیڑھیوں کے پاس چکوال کے حاجی برکت علی صاحب سے بھی ملاقات ہوگئی۔ وہ بھی اہل خانہ کے ساتھ عمرہ کے لیے تشریف لائے تھے۔ ہم سب باہر صحن میں آ گئے اور عشاء کی نماز وہاں پڑھی۔ تھوڑی دیر بعد رہائش گاہ پر آ گئے۔ کھانا راستے میں ہوٹل سے لے لیا تھا۔ رہائش گاہ پر کھانا کھایا اور سو گئے۔

(۱۶/ فروری، جمعہ) صبح تہجد کے لیے سب الگ الگ حرم گئے۔ حضرت شیخ دامت برکاتہم کے ساتھ حافظ حسین صاحب تھے۔ الحمد للہ جمعہ فجر کی نماز میں مسنون قراءت کی گئی یعنی سورۃ الم السجدۃ اور سورۃ الدھر کی تلاوت کی گئی۔ ناچیز کے نزدیک تو دونوں سنتوں پر عمل پیرا ہونے کی سعادت ملی، جو کہ بڑی خوشی اور مسرت کا موقع ہوتا ہے، ایک تو آقا و مولا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کا تصور ہوتا ہے، دوسرا شیخ العرب والعجم، حضرت مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ کی اتباع کا' جو اِس سنت کو ادا کرنے میں بہت زیادہ

اہتمام فرماتے تھے۔ان دونوں سنتوں کے تصور سے دل کو بہت سرور اور تسکین نصیب ہوتی ہے۔اللہ قبول فرمائیں۔حضرت شیخ دامت برکاتہم کا بھی معمول جمعہ کو اسی مسنون قراءت کا ہوتا ہے جب وہ خود نماز پڑھاتے ہیں۔

نماز فجر کے بعد سب رہائش گاہ پر اکٹھے ہوئے۔ناشتہ کے بعد آرام کیا اور جمعہ کے لیے تیاری کر کے ۹:۴۵ پر حضرت شیخ دامت برکاتہم، حافظ حسین صاحب اور ناچیز خادم گزشتہ روز والے مقام سے تھوڑا آگے حرم شریف کے سامنے چھت کے نیچے بیٹھ گئے۔کیونکہ کھلی جگہ میں سخت دھوپ تھی۔(وہیں سورۃ کہف پڑھنے اور کچھ تلاوت کی سعادت نصیب ہوئی۔حضرت شیخ دامت برکاتہم نے بھی کچھ تلاوت فرمائی اور اپنے معمولات میں مشغول ہوگئے۔وہاں بالکل ساتھ تو نہیں بیٹھے تھے،حضرت ایک صف آگے تھے اور ہم دونوں پیچھے تھے۔وہیں اس سفرنامہ کی تحریر کی ابتداء کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔)

تقریباً ۱:۳۰ بجے جمعہ کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے۔رہائش گاہ پر آ کر کھانا کھایا، کچھ آرام کیا اور ۳:۳۰ بجے عصر کی نماز کے لیے حرم شریف کے لیے روانہ ہوگئے۔حضرت شیخ دامت برکاتہم کے ساتھ ''باب فہد'' سے گزر کر حرم شریف کے سامنے نماز عصر ادا کی پھر وہیں بیٹھ گئے۔مغرب سے کچھ پہلے مولانا رحیم داد صاحب وہیں ملنے کے لیے آگئے۔اتنے میں اور بھی کئی فون آئے۔حضرت سے ملنے کے لیے بہت افراد آئے تھے۔انہوں نے حضرت کو باہر صحن میں بلایا۔وہاں حضرت کے اکرام کے لیے بہت بڑا 'سفرہ' (دستر خوان) لگایا۔چائے،قہوہ، کھجوروں، خبز کے ساتھ حضرت کے علاوہ عام لوگوں کا بھی اکرام کیا۔

حاکم خان صاحب (والد شکیل صاحب) احباب کے لیے رات کا کھانا لے کر آئے۔حاجی صادق صاحب اور دیگر بہت احباب بھی آگئے۔خوب محفل جمی رہی۔نماز مغرب سے کچھ پہلے جمعیت علماء اسلام کے مولانا عبدالغفور حیدری صاحب بھی اپنے احباب کے ساتھ اتفاقاً وہاں آگئے۔ان کی حضرت شیخ سے بھی ملاقات ہوئی اور پھر دو محفلیں ساتھ ساتھ سج گئیں۔عشاء کی نماز تک ہم وہیں احباب کے ساتھ صحن میں بیٹھے رہے۔نماز کے بعد کھانا لے کر رہائش گاہ پر آگئے۔اور حضرت شیخ، حاکم خان صاحب کے ساتھ ان کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے، جہاں انہوں نے حضرت کی انفرادی دعوت کا اہتمام کیا تھا۔رات کو حضرت نے وہیں قیام فرمایا۔ (جاری ہے۔۔۔) ☆☆☆☆

وفیات

......ماہنامہ حق چاریار کے مدیر ماسٹر منظور حسین مدظلہ کی یکے بعد دیگرے دو بہنیں رحمہا اللہ وفات پا گئی ہیں۔
قارئین سے مرحومات کی مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی درخواست ہے۔[ادارہ]

ابن احمد

مفتی محمد زاہد صاحب فیصل آبادی......اَفکار ونظریات

جب سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کائناتِ رنگ وبو کو وجود بخشا ہے، حق وباطل کی کشمکش وچپقلش جاری وساری ہے، رحمان کے بندے نشرِ خیر اور شیطان کے غلام اور پجاری فروغِ دروغ وباطل کے لیے کوشاں ہیں، کبھی کم کبھی زیادہ معرکہ بلاتعطل چلتا رہا ہے، تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر ملال کے بعد اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے زمانہِ خلافت اور پھر خلافتِ راشدہ کے بعد ان فتنوں ومعرکہ ہائے حق وباطل میں دوچند اضافہ ہوا، اور جوں جوں زمانہ حضور نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوتا گیا شرو شرارت مزید پھیلا، ماضی قریب میں شیطانی قوتیں جدید آلات اور مشینوں سے لیس ہو کر نت نئے طریقوں سے میدان میں آئی ہیں۔ خوش نما اور دل فریب نعرے، دل کش اور اچھوتے انداز لیکن زہر گھولتے خیالات اور دین واسلامی نظریات وعقائد کے لیے سمِ قاتل کی حیثیت رکھنے والے خیالات جدید اسلوب میں امت کے سامنے رکھے گئے، لگتا یوں ہے یہ منافقانہ وشاطرانہ انداز رکھنے والے فتنے سابقہ تمام فتن وفرق باطلہ کو مات دے گئے ہیں، کہ وہاں صحیح وغلط اور صدق وکذب واضح اور ممتاز تھے اور یہاں سب کچھ خلط ملط اور گڈمڈ ہے، اچھے بھلے یہاں آکر چکرا جاتے ہیں الامن عصمہ اللہ وہداہ۔

ماضی قریب میں یہ سلسلہ قبیحہ سرسید احمد خان، مرزا غلام قادیانی اور غلام پرویز سے شروع ہوتا ہے اور آج کے فتنہ مودودیت وغامدیت اور زاہدیت وناصریت تک آن ملتا اور پہنچتا ہے۔

گمراہانِ وقت میں جناب جاوید احمد صاحب غامدی، جناب عمار خان ناصر، مفتی محمد زاہد صاحب فیصل آبادی اور پروفیسر طفیل ہاشمی سرفہرست ہیں۔

یہ تمام تر ضلال واضلال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش میں ہیں۔ تاہم ہمارے حلقہ کے لیے جاوید غامدی اور طفیل ہاشمی وغیرہ سے بھی زیادہ خطرناک اور نظریاتی حوالے سے مضرت رساں جناب مولانا محمد زاہد صاحب ہیں۔ بقول علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کہ جو زہر دودھ یا مٹھائی میں مخلوط ہو گیا ہو وہ سخت خطرناک ہے۔ کیونکہ موصوف ایک دینی وعلمی خاندان، نیز ایک بڑے دینی ادراہ سے نا صرف وابستہ بلکہ اس کے نائب صدر ہیں نیز ان پر دیوبندیت کا ٹھپہ بھی ہے۔ اور ہمارے ہاں احقاقِ حق وابطالِ باطل کی راہ میں اس وقت جو سب سے بڑی رکاوٹ اور دیوار ہے، وہ ناجائز رکھ رکھاؤ اور نسبتوں کی بے جا رعایت نیز اس سے بھی بڑھ کر ذاتی ونجی مفادات ہیں۔ نیز موصوف کے بہت سے گمراہ کن نظریات وعقائد عوامی سطح پر

سامنے نہیں آئے بلکہ وہ مخصوص علمی حلقہ یا پھر جامعہ امدادیہ کی درجہ موقوف علیہ، دورۂ حدیث اور درجہ ثالثہ (فریق ج) تک ہی محدود ہیں۔لیکن المیہ یہ ہے کہ ان کے گمراہ کن نظریات سے ہر سال سینکڑوں طلباء عقیدۃً متاثر اور نظریۃً مفلوج ہورہے ہیں۔ناپختہ ذہن بچے صرف اس چیز سے متاثر ہوجاتے ہیں کہ وہ ایک مضبوط عالم ہیں، کچھ دن حضرت شیخ الاسلام مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہم سے اصلاحی تعلق رہاہے اور اپنے جامعہ کی طرف سے دارالعلوم کراچی میں انہوں نے چند شارٹ کورسز اور کانفرنسز وغیرہ میں شرکت کی ہے، شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً کے فرزند ہیں۔اور جامعہ امدادیہ مسندِ حدیث و نیابتِ اہتمام پر براجمان وقابض ہیں اور ظاہر ہے کہ اس حلقہ کے عمومی ذہن اور طلباء کے لیے یہ چیزیں حجتِ قطعیہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔جس کا نتیجہ ہے کہ ہر سال جامعہ امدادیہ دورہ حدیث شریف کے اوسطاً ڈھائی سو کے قریب طلباء میں سے بلامبالغہ قریباً سو سے زائد نو واردانِ میدانِ علم اسلاف سے ناطہ توڑکر زاہدیت و غامدیت سے جڑ چکے ہوتے ہیں اور تدین وتصلب کا جنازہ نکل چکا ہوتا ہے۔دینی ونظریاتی حوالے سے انتہائی آزاد وعیاش ذہن نکلتے ہیں۔گویا سرسید ابتر نہیں ہوئے بلکہ ان کی روحانی اولاد واحفاد ان کے مشن کو لے کر بے لوث چل رہے ہیں۔

گذشتہ کئی برس سے یہ تکلیف دِہ سلسلہ عروج پر ہے،اور نوبت بایں جارسید کہ جب موصوف نے یہ محسوس کیا کہ درجہ موقوف علیہ (درس نظامی کا سیکنڈ لاسٹ سال) اور دورۂ حدیث (درس نظامی کے آخری سال) میں جب جمہور امت کے اجماعی موقف سے ہٹ کر بات کی جاتی ہے تو ان بڑے درجات کے طلباء میں یقیناً کچھ ایسے بھی سر پھرے ہوتے ہیں جنہیں نظریاتِ اکابر اور عقائدِ اہل السنۃ والجماعۃ سے کسی قدر رشد بدہوتی ہے، بنابریں ان کے لیے یہ تشکیکات ناقابلِ برداشت ہوتی ہیں۔لہذا کیوں نہ آغاز سے ہی ان کی ذہنیت اپنے خیالاتِ فاسدہ سے ہم آہنگ کرلی جائے، تاکہ ان آخری درجات (کلاسوں) میں یہ پریشانی کچھ کم ہو اور آزادیٔ اظہارِ رائے کے علم بردار کے سامنے کوئی دوسری ایسی رائے نہ آئے جو طبعی کوفت کا سبب بنے، چنانچہ اس مقصد کے لیے درجہ ثالثہ (درس نظامی کے تیسرے سال) کا ایک الگ فریق (سیکشن) تشکیل دیا گیا ہے، جس کا نصاب خود ترتیب دیا، اور اس میں مستقل اپنا سبق رکھا، مباحثہ ومکالمہ اور آزادیٔ اظہارِ رائے کے خوب صورت ناموں سے درسِ ضلالت دیا جانے لگا، جس میں جمہور علماءِ امت کی اتفاقی تحقیقات کے خلاف بنام تحقیق تشکیک کا وسیع باب کھول دیا گیا ہے، جس کے نتیجہ میں طفلانِ مکتب غیر محسوس طور پر اسلافِ امت سے بیزار ہوکر غامدیت وہاشمیت اور مودودیت کی راہوں پر گامزن ہوگئے، طرفہ یہ کہ سب حنفیت اور سنیت ودیوبندیت کے نام پر ہورہا ہے، جس کے ضرر کا اندازہ ہرفہیم وذکی بحسن وخوبی لگا سکتا ہے۔

مزید تعجب اس پر کہ یہ سب کچھ ایک مستند ومعروف دیوبندی دینی ادارہ میں ہورہا اور واقفانِ

صورت خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں اور امت کی ایک بڑی تعداد کو گمراہی کے اس اندھیر کنوے میں گرتا نہ صرف دیکھ رہے ہیں بلکہ اسی میں چھوڑے ہوئے ہیں، زبان وقلم پر نہ جانے کیوں تالے لگے ہوئے ہیں؟ کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔

ابن مریم ہوا کرے کوئی　　　میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

کاش! مولانا قاضی مظہر حسین قدس سرہ، امام اہل سنت مولانا شیخ سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ، فقیہ العصر حضرت مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ، شیخ الحدیث حضرتِ اقدس مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ، حکیم العصر مولانا عبدالمجید لدھیانوی علیہ الرحمۃ، اور حضرت شاہ نفیس الحسینی مرحوم ومغفور جیسے مردانِ حر وابطالِ حق کچھ روز مزید اس امتِ مرحومہ مظلومہ کو سنبھالتے اور زمانہ کے ضالین ومضلین کی نشان دہی کر کے انہیں اپنی صفوں سے نکال باہر کرتے۔

اے کاش! ان سے حق گو ونڈر دو چار اس بے حال امت کو نصیب ہو جائیں جو ان کی نظریاتی سرحدوں پر پہرہ دیں، اور بلا خوفِ ملامتِ کسے دیوبندیت وسنیت کی تطہیر کریں۔

خیر! اسی جذبہ کے تحت کہ سادہ لوح علماء وطلباء کے سامنے جناب مفتی محمد زاہد صاحب کے غلط نظریات آئیں۔ ہم نے یہ مضمون لکھنے کی ٹھانی ہے۔ اس مضمون میں ہم موصوف کے ایسے خیالات زیر بحث لائیں گے جو علماءِ امت اور اسلاف واکابر کے نظریات، تعلیمات اور مزاج سے کسی طرح میل نہیں کھاتے اور قارئین پر یہ بات ان شاء اللہ پوری طرح واضح ہوگی کہ موصوف راہِ اعتدال سے ہٹ چکے اور خود پسندی اور علمیت کے ترفع نے انہیں غلط سمت پر ڈال دیا ہے۔

یہاں پر اس بات کا اظہار بندہ ضروری خیال کرتا ہے کہ ایسی بہت سی باتوں اور خلافِ جمہور کئی نظریات کا بندہ عینی شاہد اور گواہ ہے۔ بندہ نے جامعہ امدادیہ فیصل آباد میں پڑھا ہے اور ہمارے درسِ نظامی نصاب میں داخل حدیثِ پاک کے مجموعہ کی کتاب مشکاۃ المصابیح جلد ثانی کا کافی حصہ حضرت مولانا محمد زاہد صاحب سے پڑھا۔ اور شخصیت کی حد تک بندہ ان کا ادب واحترام کرتا ہے اور کسی بھی قسم کا ذاتی عناد، بغض یا حسد نہیں ہے۔ تاہم حدِ ادب میں سلیقہ وطریقہ سے اختلاف اور قوم پر حقیقتِ حال کی وضاحت وکشف نہ صرف اپنا حق بلکہ فریضہ سمجھتے ہیں اور اس اختلاف اور آزادیٔ اظہارِ رائے کا پہلا سبق ہم نے وہیں پڑھا۔ جس کا عملی اظہار اب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ امید ہے حضرت الاستاذ ہماری ان معروضات پر غور فرمائیں گے اور ان کی وجہ سے گمراہی بلکہ انارکی اور ذہنی وحسی افتراق وانتشار کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے اس کا کسی قدر سدّ ہوگا۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ　　　دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

مولانا مجیب الرحمٰن، ڈیرہ اسماعیل خان قسط:۳ (آخری)

جاوید احمد غامدی......بعض اَفکار کا محققانہ جائزہ

قرائت سبعہ متواتر ہیں:

دوسری بات جس کے غامدی صاحب منکر ہیں وہ قرائت سبعہ عشرہ ہیں، یہ بھی ایک متواتر بات کا اِنکار ہے اور اس کا نتیجہ بھی وہی ہے جو نزول عیسی علیہ السلام کے اِنکار کا ہے۔ قرائتِ سبعہ کے تواتر پر سب مسلمانوں کا اتفاق و اجماع ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: **أُنزل القرآنُ علی سبعة احرفٍ**: قرآن مجید کا نزول سات حروف پر ہوا۔

اس حدیث میں سات حروف سے مراد سات طریقوں سے پڑھنا ہے، اور سات کا عدد کثرت کے لیے ہے، اس لیے قرائتِ متواترہ سات میں منحصر نہیں ہیں بلکہ آیاتِ قرآنی میں کسی بھی آیت کے کسی بھی حرف اور کلمے میں بطریق تواتر پڑھنے کے جو طریقے بھی ثابت ہوں وہ سب اِس حدیث کے تحت داخل ہوں گے، اور وہ طریقے تقریباً قرائت سبعہ وعشرہ میں آگئے ہیں، مزید تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں۔ بہرحال حدیث سبعہ احرف بھی متواتر ہے۔

حدیث سبعة أحرف متواتر ہے:

یہ حدیث بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے:

(۱)......حضرت عمر بن خطابؓ (بخاری: ۲/۷۴۷، [ح: ۴۹۹۲] مسلم: ۱/۲۷۲۔ ابوداؤد: ۱/۲۱۴ [ح: ۱۴۷۵] ترمذی: ۲/۱۱۸ [ح: ۲۹۴۳] مؤطا امام مالک: ۱۸۷، جامع معمر بن راشد، ح: ۲۰۳۶۹، مسند طیالسی، ح: ۳۹، مسند الشافعی: ۲۳۷ [ح: ۶۵۲]، مسند احمد، ح: ۱۵۸، ابن ابی شیبہ: ۷/۱۸۲، ابن حبان، الاحسان، ح: ۷۴۱)

(۲)......حضرت عبداللہ بن عباسؓ (بخاری: ۲/۴۶، ۷۴۷، مسلم: ۱/۲۷۳، جامع معمر ح: ۲۰۳۷۰، مسند احمد: ۲۳۷۵، ۲۷۱۷)

(۳)......حضرت اُبی بن کعبؓ (مسلم: ۱/۲۷۳، ابوداؤد: ۱/۲۱۵ [ح: ۱۴۷۷]، ترمذی: ۲/۱۱۸ [ح: ۲۹۴۴] جامع معمر، ح: ۲۰۳۷۱، طیالسی، ح: ۵۴۵، ابن ابی شیبہ: ۷/۱۸۲ [ح: ۳۰۱۲۰]، مسند احمد، ح: ۲۱۴۰۷، ابن حبان، الاحسان، ح: ۷۴۰، ۷۴۲)

(۴)......حضرت ابوجہیم انصاریؓ (مسنداحمد:ح ۱۷۶۸۳،مجمع الزوائد،ح:۱۱۵۷۳)

(۵)......سیدہ ام ایوب انصاریہؓ (مسندالحمیدی:۱۶۳/۱،ح: ۳۴۰، ابن ابی شیبہ:۱۸۱/۷[ح: ۳۰۱۱۷]،مسنداسحاق بن راہویہ مطبوعہ دارالکتاب العربی ایک جلد،ح:۶۰۲،مسنداحمد،ح:۲۷۹۸۹)

(۶)......حضرت ابوہریرہؓ (ابن ابی شیبہ:۱۸۲/۷[ح:۳۰۱۱۹]، مسنداحمد، ح:۷۶۹۶، مسند ابویعلی:۳۰۵/۵، ح:۵۹۹۰،ابن حبان،الاحسان،ح:۷۴،۷۳)

(۷)......حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (ابن ابی شیبہ:۱۸۲/۷[ح:۳۰۱۲۱] مسندابویعلی:۴۸۱/۴، ح:۵۳۸۱،مستدرک،ح:۳۱۹۴،ابن حبان،الاحسان،ح:۷۵،۷۴)

(۸)......حضرت ابوبکرہؓ(ابن ابی شیبہ:۱۸۲/۷[ح:۳۰۱۲۲/**وفی نسخة أبو بكر والصحيح أبوبكرة، كذافى مسنداحمد**]مسنداحمد،ح:۲۰۶۹۶،مجمع الزوائد،ح:۱۱۵۷۱)

(۹)......حضرت عمروبن العاصؓ (مسنداحمد،ح:۱۷۹۷۲، شعب الایمان، ح:۲۰۷۰، مجمع الزوائد،ح:۱۱۵۶۸،۱۱۵۶۹،)

(۱۰)......حضرت سمرہ بن جندبؓ (مسنداحمد،ح:۲۰۴۴۱،مجمع الزوائد،ح:۱۱۵۷۵،۱۱۵۷۶)

(۱۱)......حضرت حذیفہ بن یمانؓ (مسنداحمد،ح:۲۳۷۱۵،مجمع الزوائد،ح: ۱۱۵۶۵، ۱۱۵۶۶، ۱۱۵۶۷)

(۱۲)...... حضرت عثمان بن عفانؓ (مسندالحارث، بغیۃ الباحث، ح:۷۲، مسندابویعلی، المقصد العلی،ح:۱۲۱۶،مجمع الزوائد،ح:۱۱۵۷۸)

(۱۳)......حضرت سلیمان بن صردؓ (شرح مشکل الآثار للطحاوی،ح:۳۱۱۴،المعجم الاوسط، ح:۱۱۶۷،مجمع الزوائد،ح:۱۱۵۸۷)

(۱۴)حضرت ابوسعیدالخدریؓ (المعجم الاوسط،ح:۶۰۳۳،مجمع الزوائد،ح:۱۱۵۸۶)

(۱۵)حضرت معاذبن جبلؓ (موقوفاًوالظاھرانه فی حکم المرفوع ،المعجم الکبیر،ح: ۳۱۲،ج:۱۵۰/۲۰)

(۱۶)...... حضرت انس بن مالکؓ (فوائد تمام،ح:۱۶۵۱،الاحادیث المختارۃ للضیاء ،ح: ۲۰۶۸)

(۱۷)......حضرت عبادہ بن صامتؓ (الفوائدالمعللة للامام ابی زرعة الدمشقی م۲۸۱ھ ح:۵۸)

علامہ محمد بن جعفر کتانی رحمہ اللہ نے امام سیوطی کی الأزھار المتناثرہ کے حوالے سے مذکورہ صحابہ

رضی اللہ عنہم کے ساتھ اِن راوی صحابہ کا بھی ذکر کیا ہے:

(۱۸)......حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

(۱۹)......حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

(۲۰)...... حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ (مجمع الزوائد، ح:۱۱۵۸۳)

(۲۱)......حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ

(۲۲)......حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ(مجمع الزوائد، ح:۱۱۵۷۵)

(۲۳)......حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

اور لکھا ہے کہ شرح المواہب کتاب المعجزات میں ہے کہ: یہ حدیث متواتر ہے جس کو اکیس صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے، ایسے ہی امام ابوعبید نے اس کو متواتر کہا ہے، اور سیوطی نے شرح الفیۃ العراقی میں ذکر کیا کہ اس کو تیس صحابہ نے روایت کیا ہے، امام حاکم نے بھی اس کو متواتر کیا ہے، (نظم المتناثر ص۱۷۳، ۱۷۴، ح:۱۹۷) امام سخاوی رحمہ اللہ احادیث متواترہ کو گنتے ہوئے حدیث سبعۃ احرف کو بھی متواتر بھی شامل کرتے ہیں۔[الغایۃ فی شرح الھدایۃ فی علم الروایۃ:۱۳۹]

امام سیوطی تدریب الراوی[۶۳۰/۲] میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ستائیس (۲۷) صحابہ سے مروی ہے، علامہ عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ بھی اِس کو متواتر کہتے ہیں۔(الیواقیت والدرر شرح شرح نخبۃ الفکر:۲۶۴/۱) علامہ طاہر بن صالح جزائری (م ۱۳۳۸ھ) رحمہ اللہ بھی متواتر کہتے ہیں اور راوی صحابہ ستائیس بیان کرتے ہیں۔[توجیہ النظر الی اصول الاثر:۱۳۸/۱]

یاد رہے کہ دس اور دس سے اوپر صحابہ رضی اللہ عنہم راوی ہوں اور بعد کے ادوار میں بھی اتنی تعداد ہو تو وہ حدیث متواتر ہوتی ہے۔

امام محمد عبدالعظیم زرقانی (م ۱۳۶۷ھ) فرماتے ہیں:

ھو حدیث مشھور بل قیل فیہ بالتواتر. [مناھل العرفان :۴۱/۱ طبع مصر] یہ مشہور حدیث ہے بلکہ اسکو متواتر کہا گیا ہے۔(فرماتے ہیں اکیس صحابہ سے منقول ہے۔)

علامہ مناع بن خلیل القطان (م۱۴۲۰ھ) امام سیوطی سے نقل کرتے ہیں:

نقل السیوطی عن ابی عبیدالقاسم بن سلام القول بتواتر ھٰذالحدیث وعدہ السیوطی نفسہ فی التدریب من الأحادیث المتواترۃ. [کتاب نزول القرآن علی سبعۃ احرف:۲۱]

امام ابوعبید قاسم بن سلام اِس حدیث کو متواتر کہتے ہیں، خود امام سیوطی نے تدریب میں اس کو متواتر احادیث میں سے شمار کیا ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قال أبوعبيد: قد تواترت هذه الأحاديث كلها عن الأحرف السبعة. [تفسير ابن كثير :۴۲/۱] امام ابوعبید فرماتے ہیں یہ احادیث حروف سبعہ سے متعلق سب متواتر ہیں۔

اسلاف کی تصریحات کہ قرأت سبعہ عشرہ متواتر ہیں:

علامہ محمد بن محمد محبّ الدین نویری (م ۸۵۷ھ) امام شمس الدین جزری رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

الذی وصل إلينا متواترًا صحيحًا مقطوعًا به قرأة الائمة العشرة ورواتهم المشهورين. [شرح طيبة النشر :۱۲۷/۱] جو ہم تک متواتر صحیح قطعی (یقینی) طریقے سے پہنچی وہ دس قراء ائمہ اور ان کے مشہور راویوں کی قرات ہے۔

شیخ عبدالحق دہلوی (م) رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قرأت بعضے متواتر اندوبعضے احادچنانکه احاديث متواتربريں هفت قرات است كه ميخوانندوبعضے درده قرات ادعائے تواتر كنندوتخصيص هرقراتى بقارى مخصوص بجهت اختيارواعتباراوست آنراوالاهمه راست. [اشعة اللمعات : ۱۶۷/۲، ۱۶۸،طبع كوئٹه] بعض قرائتیں متواتر اور بعض احاد ہیں جیسا کہ متواتر احادیث اِن سات قراءتوں پر ہیں جو پڑھتے ہیں، اور بعض دس کے متواتر ہونے کا دعوی کرتے ہیں، اور ہر قرات کی کسی قاری سے تخصیص اُس کے اُس کو اختیار کرنے کی وجہ سے ہے ورنہ سب قراءتیں درست ہیں۔

امام محمد بن عبدالعظیم زرقانی (م ۱۳۶۷ھ) فرماتے ہیں:

إن القرأت كلها على اختلافها، كلام الله لامدخل لبشر فيها، بل كلها منزلة من عنده تعالى، مأخوذ بالتلقى عن رسول اللهﷺ. [مناهل العرفان:۱۵۰/۱]

سب قرائتیں اپنے اختلاف کے ہوتے ہوئے بھی اللہ کا کلام ہیں، ان میں کسی انسان کا دخل نہیں، بلکہ ساری اللہ تعالی کی طرف سے نازل کردہ اور رسول اللہ ﷺ سے حاصل کردہ ہیں۔

علامہ نظام الدین حسن بن محمد بن حسین قمی نیشاپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لتواتر القرأت كلها. [تفسير نيشاپورى:۴۱/۴] سب قرائتیں متواتر ہیں۔

علامہ محمد محمد سالم (م ۱۴۲۲ھ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وصلت هٰذه القرأت إلى الائمة العشرة ورواتهم بطريق التواتر والسند الصحيح. [الهادى شرح طيبة النشر :۲۶/۱] یہ قرائتیں دس ائمہ اور ان کے راویوں تک تواتر سے اور صحیح سند سے پہنچی ہیں۔

امام محمد بن الجزری (م ۸۳۳ھ) امام کبیر ابوشامہ رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

قال الإمام الکبیر أبوشامة فی مرشده: وقدشاع علی ألسنة جماعة من المقرئین المتأخرین وغیرهم من المقلدین أن القراأت السبع کلها متواترة، أی کل فرد فرد ما روی عن هؤلاء الائمة السبعة. قالوا: والقطع بأنها منزلة من عند الله واجب، ونحن بهذا نقول. [النشرفی القراأت العشر :۱/۱۳] متأخرین قراء حضرات اور دوسرے مقلدین سے یہ بات عام ہو چکی ہے کہ سات قرائات سب متواتر ہیں یعنی ہر ایک جو سات قراء سے نقل ہوئی وہ متواتر ہے، اور کہتے ہیں کہ یہ یقین کرنا کہ وہ اللہ تعالی کے پاس سے نازل ہوئیں واجب ہے، ہم بھی اسی کے قائل ہیں۔

امام عبدالوہاب بن السبکی شافعی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

القراأت السبع التی اقتصرعلیها الشاطبی والثلاث التی هی قراء ة أبی جعفر، وقراء ة یعقوب، وقراء ة خلف، متواترة معلومة من الدین بالضرورة. وکل حرف انفرد به واحد من العشرة معلوم من الدین بالضرورة أنه منزل علی رسول الله ﷺ، لایکابر فی شیء من ذلک إلاجاهل. [النشر: ۱/۴۶] سات قرائتیں جن پر امام شاطبی نے اکتفاء کیا اور مزید تین قرائتیں یعنی ابوجعفر اور یعقوب اور خلف کی قرائتیں متواتر ہیں اور ضروریات دین میں سے اور معلوم ہیں۔ اور ہر وہ حرف (طریقہ قرات) جس میں دس میں سے کوئی قاری اکیلا ہے وہ بھی معلوم اور ضروریات دین سے ہے، اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا ہے، ان میں سے کسی کے متعلق جاہل ہی انکار کرے گا۔

قرائاتِ سبعہ عشرہ متواترہ کا انکار کفر ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرو، ابوہریرہ، قیس مولی عمرو بن عاص، ابوجہیم رضی اللہ عنہم سے مختلف الفاظ میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد مروی ہے: **المراء فی القرآن کفر. [ابن ابی شیبه، ح:۳۰۱۶۶، مسند احمد، ح:۷۹۸۹، ۱۷۵۴۲، الابانة عن معانی القرأت:۱۰۶]** قرآن مجید میں جھگڑنا کفر ہے۔

اس حدیث میں جھگڑنے سے کیا مراد ہے؟

علامہ عبدالرؤف مناوی مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وقیل أراد إنکارقراءة من السبع، فإذاقال: هٰذه لیست من القرآن، فقد أنکرالقرآن، وهو کفر. [فیض القدیرتحت، ح:۹۱۸۷] ایک قول یہ ہے کہ اس جھگڑے سے مراد قرائات سبعہ میں سے کسی قرات کا اِنکار کرنا ہے تو جب آدمی (کسی قرات سے متعلق) کہے کہ یہ قرآن میں سے نہیں ہے اس نے قرآن کا انکار کیا اور یہ کفر ہے۔

امام حسین بن مسعود بغوی (م ۵۱۶ھ) اور علامہ شرف الدین حسین بن عبداللہ طیبی (م ۷۴۳ھ) رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

وتأولہ بعضھم علی المراء فی قراءتہ وھو: أن ینکر بعض القراأت المرویۃ، وقد أنزل اللہ القرآن علی سبعۃ أحرف، فتوعدھم بالکفر لینتھوا عن المراء فیھا والتکذیب بھا، إذ کلھا قرآن منزل، یجب الایمان بہ. [شرح السنۃ: ۲۶۲/۱، طیبی شرح مشکوۃ: ۶۹۰/۲] بعض شارحین نے قرآن میں جھگڑنے کا مطلب یہ بیان کیا کہ کسی منقول قرات کا انکار کرے حالانکہ اللہ تعالی نے قرآن سات حروف پر نازل کیا تو ایسوں کو کفر کی وعید سنائی تا کہ قرآن میں جھگڑنے اور اس کے جھٹلانے سے باز آئیں کیوں کہ سب قراءتیں نازل کیا ہوا قرآن ہے جس پر ایمان لانا واجب ہے۔

علامہ ملا علی قاریؒ اور علامہ احمد بن محمد بن ابی بکر قسطلانیؒ (م ۹۲۳ھ) امام مظہریؒ سے نقل کرتے ہیں:

قال المظھری: الاختلاف فی القرآن غیر جائز؛ لأن کل لفظ منہ إذا جاز قراءتہ علی وجھین أو أکثر، فلو أنکر واحداً من ذانک الوجھین أو الوجوہ، فقد أنکر القرآن. [**شرح البخاری للقسطلانی: ۲۳۱/۴، طبع مصر، مرقات تحت ح: ۲۲۳۴**] قرآن مجید میں اختلاف ناجائز ہے، کیوں کہ قرآن پاک میں سے جس لفظ کو بھی دو طریقوں پر یا زیادہ پر پڑھنا جائز ہے تو اگر کسی نے اُن دو یا زیادہ طریقوں میں سے ایک طریقہ کا انکار کیا تو اُس نے قرآن کا انکار کیا۔

علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قرأت ھمہ حق اند ھیچ یکے را انکار نباید کرد، واگر یکے از انہا انکار کند انکار از قرآن کردہ باشد. [**اشعۃ اللمعات: ۱۶۷/۲**] سب قراءتیں حق ہیں، کسی ایک کا بھی انکار نہیں کرنا چاہیے، اور اگر کوئی شخص ان میں سے ایک کا انکار کرے تو یہ قرآن کا انکار ہوگا۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

من کفر بحرف فقد کفر کلہٗ. [**شرح السنۃ: ۲۶۲/۱**] جس نے قرآن پاک کی ایک قرأت کا انکار کیا اُس نے (گویا) سارے قرآن کا انکار کیا۔

ظہور مہدی اور اس کی احادیث:

ایسے ہی غامدی صاحب ظہور مہدی کے بھی منکر ہیں، حالاں کہ قیامت سے پہلے امام مہدی کے ظہور کی احادیث بھی متواتر ہیں، اس بارے میں بکثرت صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں بعض میں صراحتًہ امام مہدی کے ظہور اور حکومت اور ان کے جہاد وغیرہ حالات ذکر ہیں اور بعض میں اشارۃً ذکر ہے،

علامہ محمد بن جعفر کتانی رحمہ اللہ ظہور مہدی کی احادیث متواتر بتاتے ہیں اور راوی صحابہ کے ذکر میں درج ذیل حضرات کے نام ذکر کرتے ہیں۔

(۱)......حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

(۲)......حضرت ام سلمہؓ (ابوداؤد، بن ماجہ، مستدرک)

(۳)......حضرت علیؓ بن ابی طالب (مسند احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

(۴)......حضرت ابوسعید خدریؓ (مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابویعلی، مستدرک)

(۵)......حضرت ثوبانؓ (احمد، ابن ماجہ، مستدرک)

(۶)......حضرت قرہ بن ایاس مزنیؓ (مسند بزار، الطبرانی کبیر، واوسط)

(۷)......حضرت عبداللہ بن الحارث بن جزءؓ (ابن ماجہ، طبرانی اوسط)

(۸)......حضرت ابوہریرہؓ (احمد، ترمذی، ابویعلی، مسند بزار، طبرانی اوسط)

(۹)......حضرت حذیفہ بن یمانؓ (مسند رویانی)

(۱۰)......حضرت ابن عباسؓ (اخبار المہدی لابی نعیم اصفہانی)

(۱۱)......حضرت جابر بن عبداللہؓ (مسند احمد، مسلم)

(۱۲)......حضرت عثمانؓ (دارقطنی فی الافراد)

(۱۳)......حضرت ابوامامہؓ (طبرانی کبیر)

(۱۴)......حضرت عمار بن یاسرؓ (دارقطنی فی الافراد، خطیب، ابن عساکر)

(۱۵)......حضرت جابر بن ماجد الصدفیؓ (طبرانی کبیر)

(۱۶)......حضرت ابن عمرؓ (طبرانی اوسط)

(۱۷)......حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ (طبرانی اوسط)

(۱۸)......حضرت انس بن مالکؓ (ابن ماجہ)

(۱۹)......حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ (ابونعیم)

(۲۰)......حضرت عمران بن حصینؓ (سنن امام ابوعمرو الدانی) (نظم المتناثر ۲۲۵، ۲۲۶)

اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ دس اور دس سے اوپر راویوں سے مروی مضمون متواتر ہوتا ہے جب کہ یہاں بیس راوی ذکر ہیں۔

ظہور مہدی کی احادیث متواتر ہیں:

بہت سے محدثین نے ان احادیث کا متواتر ہونا بیان کیا ہے مثلاً:

(۱)......علامہ محمد بن احمد سفارینی حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وقد كثرت بخروجه الروايات، حتى بلغت حد التواتر المعنوى، وشاع ذلك بين علماء أهل السنة حتى عد من معتقداتهم ...وقد روى عمن ذكر من الصحابة وغير من ذكرمنهم بروايات متعددة وعن التابعين من بعدهم مما يفيد مجموعه العلم القطعي، فالإيمان بخروج المهدى واجب كما هومقررعند أهل العلم ومدون فى عقائد أهل السنة والجماعة. [لوامع الأنوار البهية:۸۴/۲، نظم المتناثر:۲۲۶،۲۲۷]

امام مہدی کے ظہور کے متعلق روایات بکثرت ہوئیں، یہاں تک کہ تواتر معنوی کی حد تک پہنچ گئیں اور علماء اہل سنت کے درمیان یہ عام مشہور ہوگیا، حتی کہ ان کے عقائد میں شمار کیا گیا،۔۔۔اور مذکورہ اور غیر مذکور متعدد صحابہ اور تابعین سے اتنی روایات آئی ہیں جن کا مجموعہ علم قطعی کا فائدہ دیتا ہے، اس لئے ظہور مہدی پر ایمان واجب ہے جیسا کہ اہل علم کے نزدیک متحقق اور عقائد اہل سنت میں مدون ہے۔

(۲)......علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وقال أبو الحسن الخسعي الابرى فى مناقب الشافعي: تواترت الأخبار بأن المهدى من هٰذه الأمة، وأن عيسىٰ يصلى خلفهٗ. [فتح الباری:۱۳۵/۷، ح:۳۴۴۹]

امام ابوالحسن خسعی رحمہ اللہ (م۳۶۳ھ) فرماتے ہیں: اس بارے میں متواتر احادیث ہیں کہ امام مہدی اِس امت میں سے ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

(۳)......علامہ احمد بن محمد بن علی ابن حجر ہیتمی (م۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

قال أبو الحسن الآبرى: قد تواترت الأخبار واستفاضت بكثرة رواتها عن المصطفىٰ ﷺ بخروجهٖ، وأنهٗ من أهل بيتهٖ، وأنه يملأ الأرض عدلاً، وأنهٗ يخرجُ مع عيسى على نبينا وعليه أفضل الصلاة والسلام. الخ [الصواعق المحرقة: ۴۸۰/۲]

امام ابوالحسن آبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس بارے میں احادیث متواتر اور مستفیض ہیں حضور ﷺ سے نقل کرنے والوں کی کثرت کی وجہ سے کہ امام مہدی ظاہر ہوں گے اور حضور ﷺ کے اہل بیت میں سے ہوں گے اور زمین کو عدل سے بھر دیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ (جہاد وغیرہ کے لئے) نکلیں گے۔

(۴)......علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ (م۱۳۲۹ھ) فرماتے ہیں:

الأحاديث الواردة فى المهدى المنتظرمتواترة. [عون المعبود:۳۰۸/۱۱]

امام مہدی سے متعلق وارد احادیث متواتر ہیں۔

(۵)......علامہ محمد بن جعفر کتانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إن الأحاديث الواردة في المهدي المنتظر متواترة. [نظم المتناثر:۱۷۴]

امام مہدی کے بارے میں مروی احادیث متواتر ہیں۔

(۶)......علامہ محمد برزنجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إن أحاديث المهدي وخروجهٔ آخر الزمان ....بلغت حد التواتر المعنوي.

[الاشاعة لاشراط الساعة:۲۳۶]

امام مہدی اور اُس کے آخر زمانہ میں ظہور کی احادیث تواتر معنوی کی حد کو پہنچ گئی ہیں۔

(۷)......قاضی محمد بن علی شوکانی فرماتے ہیں:

الأحاديث الواردة في المهدي المنتظر متواترة. [كذافي اتحاف الجماعة :۲/۲۹۱، للعلامه حمود بن عبدالله بن حمود م۱۴۱۳ھ] امام مہدی منتظر کے بارے میں احادیث متواتر ہیں۔

(۸)......غیر مقلد عالم جناب نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں:

الأحاديث الواردة فيه على اختلاف رواياتها كثيرة جدا، تبلغ حد التواتر...... واتفق عليه جمهور الأمة خلفًا عن سلف. [كذافي اتحاف الجماعة:۲/۲۹۲]

امام مہدی کے بارے میں روایات اپنے اختلاف کے ساتھ بہت کثرت سے ہیں جو حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔۔اور جمہور امت کے سلف خلف اس پر متفق ہیں۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ: ظہور مہدی کا انکار بھی متواتر مضمون کا انکار ہے۔

احادیث رجم محصن:

نزول عیسیٰ، قراءات متواترہ وغیرہ کی طرح محصن شادی شدہ مرد وعورت کے زنا کی صورت میں رجم کی سزا بھی متواتر احادیث سے ثابت ہے، جس کے غامدی صاحب منکر ہیں، اور اُن کے شاگرد عمار خان اور استاذ اصلاحی صاحب اُس کے حد ہونے کو مشکوک بنانے کے درپئے ہیں۔ رجم کی روایات بھی بہت سے صحابہ سے مروی ہیں چند کے نام یہ ہیں:

(۱)......حضرت جابر بن عبداللہؓ [مسلم:۲/۶۶، ۷۰، باب حد الزنا، بخاری:۲/۱۰۰۶، ابوداؤد: ۲/۲۵۹، ۲۶۰، ابن ابی شیبہ:۶/۵۵۰، مسند احمد، ح:۱۴۵۰۱، ترمذی:۱/۱۷۱، مسند الحمیدی: ۲/۵۴۱، ح:۱۲۹۴، مسند احمد، ح:۱۵۱۵۵، ابن حبان، الاحسان ح:۴۴۰۱]

(۲)......حضرت عبداللہ بن عباسؓ [بخاری:۲/۱۰۰۸، مسلم:۲/۶۷، ترمذی:۱/۱۷۱، مسند احمد، ح:۲۳۶۸، عبدالرزاق، ح:۱۳۳۴۴، ابوداؤد:۲/۲۵۹]

(۳)......حضرت بریدہؓ [مسلم :۶۷/۲، ۶۸، ابوداؤد ۲۶۰/۲، ۲۶۱، مسند احمد ح ۲۳۳۳۰، السنن الصغیر للبیہقی:۲۳۸/۲، ابن ابی شیبہ ۵۵۷/۶، مستدرک ح ۸۲۵۰]

(۴) حضرت جابر بن سمرہؓ [مسلم ۶۶/۲، ۶۷، ابن ماجہ ص ۱۸۴، ترمذی ۱۷۳/۱، ابوداؤد ۲۵۹/۲، مسند بزار ح ۴۲۵۹، مسند ابوداؤد طیالسی ح ۸۱۲، ابن ابی شیبہ ۵۵۱/۶، مسند احمد ح ۲۱۲۱۴]

(۵) حضرت ابو سعید خدریؓ [مسلم ۶۷/۲، ابوداؤد ۲۶۰/۲، ابن ابی شیبہ ۵۵۲/۶، مسند احمد ح ۱۱۰۰۱، السنن الکبری للبیہقی ح ۱۶۹۵۶، مستدرک ح ۸۲۴۶، ابن حبان، الاحسان ح ۴۴۳۸]

(۶) حضرت للجلاجؓ [ابوداؤد ۲۶۰/۲، ۲۶۱، مسند احمد ح ۱۶۰۳۰، المعجم الکبیر: ۲۲۰/۱۹، ح:۴۸۹، ۴۹۰ السنن الکبری للبیہقی ح ۱۶۹۵۴، السنن الصغیر ۲۴۱/۲،]

(۷) حضرت نعیم بن ہزال عن ہزالؓ [مسند احمد ح ۲۲۲۳۵، السنن الکبری للبیہقی ح ۱۶۹۵۸، مستدرک ح ۸۳۴۹]

(۸)......حضرت ابو ہریرہؓ [بخاری ۱۰۰۶/۲، ۱۰۰۸، مسلم ۶۶/۲، ابوداؤد ۲۶۰/۲، ترمذی: ۱۷۱/۱، ابن ماجہ ص ۱۸۴، ابن ابی شیبہ ۵۵۱/۶، مصنف عبدالرزاق ح ۱۲۶۹۴، ۱۳۳۴۰، دار قطنی ح ۳۴۴۲، السنن الصغیر ۲۳۹/۲، ابن حبان، الاحسان ح ۴۳۹۹، ۴۴۰۰]

(۹)...... وابو ہریرہ وزید بن خالد جھنی [بخاری ۱۰۰۸/۲، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، مسلم ۶۹/۲، ترمذی ۱۷۱/۱، مؤطا ص ۶۸۵، ابن ماجہ ص ۱۸۳، مسند الشافعی ص ۲۳۶]

(۱۰)......حضرت ابی بن کعبؓ [مصنف عبدالرزاق ح ۱۳۳۶۳، مستدرک ح ۸۲۳۵، ابن حبان الاحسان ح ۴۴۲۸، ۴۴۲۹]

(۱۱)......حضرت ابوبکر صدیقؓ [مجمع الزوائد ۴۰۹/۶، مسند احمد ۸/۱ ح ۴۱،، وابو یعلی ۵۱/۱، ۵۲، ابن ابی شیبہ ۵۵۱/۶، معرفۃ السنن والآثار ح ۱۶۷۰۱، طحاوی]

(۱۲)......حضرت ابوذرؓ [ابن ابی شیبہ ۵۵۲/۶، مسند احمد ح ۲۱۸۷۸، مجمع الزوائد ۴۰۹/۶]

(۱۳)......حضرت ابو برزہ اسلمیؓ [ابن ابی شیبہ ۵۵۴/۶، مسند احمد ح ۲۰۰۳۵]

(۱۴)......حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیفؓ [مصنف عبدالرزاق ح ۱۳۳۳۹]

(۱۵)...... رجل من الصحابۃ [مجمع الزوائد ۴۱۰/۶ ح ۱۰۶۰۸ بحوالہ مسند احمد ورجالہ ثقات]

(۱۶)......حضرت نصر بن دہر الاسلمی ابوالہیثمؓ [ابن ابی شیبہ ۵۵۳/۶]

(۱۷)......حضرت سہل بن سعدؓ [مجمع الزوائد ۴۱۱/۶، ح ۱۰۶۱۱]

(۱۸)......حضرت انس بن مالکؓ [مجمع الزوائد ۴۱۲/۶، ۴۱۳، ح ۱۰۶۱۳، ۱۰۶۱۴، ۱۰۶۱۵] انس

بن مالکؓ نے حضور ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا رجم کرنا بیان کیا۔[مسند ابویعلی ح ۴۲۱۴، ۴۲۱۵]

(۱۹)......حضرت عبداللہ بن عمرؓ [بخاری ۲/ ۱۰۰۷ ،۱۰۱۱، مسلم ۶۹/۲، مؤطا امام مالک ص ۶۸۳، ح: ۶۶۹۹، ابن ماجہ: ص ۱۸۴، ترمذی ۱/ ۱۷۳، ابوداؤد ح ۴۴۴۶، مؤطا باب ماجاء فی الرجم ح: ۱، مسند الشافعی: ۱۵۲، ص ۲۳۷، مسند حمیدی ۲/ ۳۰۶، ح ۷۱۳، ابن ابی شیبہ ح ۲۱۷۸۹، ۲۹۰۲۴، مسند احمد ح: ۵۲۷۶، ۵۳۰۰]

(۲۰)......حضرت زید بن ثابتؓ [مسند احمد ح ۲۱۵۹۶، مستدرک ح ۸۲۳۸، ۸۲۳۹]

(۲۱) ......حضرت براء بن عازبؓ [ابوداؤد ۲/ ۲۶۲، ابن ماجہ ح ۲۵۵۷، ابن ابی شیبہ ح ۳۶۰۵۰]

(۲۲)......حضرت عبداللہ بن الحارث بن جزء زبیدیؓ [معجم اوسط ح ۱۳۷، ج ۱ ص ۳۹، معرفۃ السنن والآثار ح ۱۶۶۸۴، مجمع الزوائد ۶/ ۴۱۸ ح ۱۰۶۳۲]

(۲۳)...... حضرت علیؓ [بخاری: ۲/ ۱۰۰۶، مستدرک ح: ۸۲۵۳، ۸۲۵۴]

(۲۴، ۲۵، ۲۶)......ابوہریرہ وزید بن خالد وشبل [السنن الکبری للبیھقی ح ۱۶۹۵۹، ابن ماجہ ص ۱۸۳، السنۃ للمروزی ح ۳۵۱ ترمذی ۱/ ۱۷۲، ابن ابی شیبہ ۶/ ۵۵۴، مسند الحمیدی ۲/ ۳۵۴، ۳۵۵ ح ۸۱۱، ۸۱۲]

(۲۷)......حضرت عمران بن حصینؓ [حضور ﷺ اور ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کا رجم کرنا ذکر کیا) (مسلم ۲/ ۶۸، ۶۹، ترمذی ۱/ ۱۷۳، ابوداؤد ۲/ ۲۶۱، ابن ماجہ ص ۱۸۴، مسند احمد ح ۱۹۹۲۳، ۱۹۹۲۴، معجم اوسط ۴/ ۲۷۶ ح ۴۱۸۵، ابن ابی شیبہ ۶/ ۵۵۸، ابن حبان الاحسان ح ۴۴۰۳]

(۲۸)......حضرت ابوبکرہؓ [ابوداؤد ۲/ ۲۶۲، سنن بیہقی ح ۱۶۹۶۷، ابن ابی شیبہ ۶/ ۵۵۷، مسند احمد ح ۲۰۳۷۸]

(۲۹)......حضرت ابوالفیل رضی اللہ عنہ [الاحادیث المختارۃ ج ۹ ص ۱۳۵، ح ۱۱۹، الکنی والاسماء للدولابی ۱/ ۸۵، ح ۳۱۸]

(۳۰)......حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ [بخاری ۲/ ۱۰۰۶، ۱۰۱۱، ابن ابی شیبہ ۶/ ۵۵۲، مسند احمد ح ۱۹۱۲۶، مسند بزار ح ۳۳۲۹، ابن حبان، الاحسان ح ۴۴۳۳]

(۳۱)......سیدہ عجماء خالہ ابوامامہ بن سہلؓ [مستدرک ح ۸۲۳۷، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۶/ ۹۷۳]

(۳۲)...... حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے سامنے خطبہ دیتے ہوئے رجم اور

آیت رجم کا ذکر کیا سامعین میں حضرت سعید بن زید، ابن عباس اور دوسرے بکثرت صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے مگر کسی نے رجم اور آیت رجم کا انکار نہیں کیا۔[بخاری ۱۰۰۸/۲، ۱۰۰۹، مسلم ۶۵/۲، ترمذی ۱۷۲/۱، ابوداؤد ۲۵۸/۲، موطا ص ۶۸۶، ابن ماجہ ص ۱۸۳، ابن ابی شیبہ ۵۵۳/۶، مسند الشافعی ص ۱۶۳، ص ۳۳۶]

(۳۳)......حضرت عبادہ بن صامتؓ [ابن ابی شیبہ ۵۵۵/۶، السنن الصغیر: ۲۳۷/۲، مسند الشافعی: ۱۶۴]

(۳۴)......ابوموسی اشعریؓ [ابن حبان، الاحسان ح ۴۴۴۲]

ان کے علاوہ بکثرت مرسل روایات ہیں مثلاً:

مرسل سعید بن مسیّب (ابن ابی شیبہ ۵۵۳/۶، مسند احمد ح ۶۱۷۷، عبدالرزاق ح ۶۶۲۱، مراسیل ابی داؤد ح 429)

مرسل عطاء بن ابی رباح (مصنف عبدالرزاق ح ۱۳۳۴۵)

مرسل مجاہد (عبدالرزاق ح ۱۳۳۴۱)

مرسل شعبی (ابن ابی شیبہ ۵۵۱/۶،)

عبداللہ بن مرہ (مرسلاً ابن ابی شیبہ ح ۲۹۰۲۶)

محمد بن المنکدر (مرسلاً مصنف عبدالرزاق ح ۱۳۳۴۹)

زہری (مرسلاً مصنف عبدالرزاق ح ۱۳۳۵۸، ۶۶۱۶،)

ابوقلابہ (مرسلاً عبدالرزاق ح ۶۶۱۷)

نجیح (مرسلاً ابن ابی شیبہ ح ۲۸۷۸۳)

مرسل حسن بصری (ابن ابی شیبہ ۵۵۷/۶)

مرسل عطاء بن یسار (ابن ابی شیبہ ح ۲۸۸۴۰)

مرسل نجیح (ابن ابی شیبہ ۵۵۴/۶)

مرسل یزید بن طلحہ تیمی (مستدرک ح ۸۲۵۲)

اس لیے محدثین بھی روایات رجم کو متواتر کہتے ہیں۔

احادیث رجم متواتر ہیں:

(۱)......امام رافعی کی الشرح الکبیر میں ہے:

والرجم مما اشتهر عن النبی ﷺ فی قصة ماعز والغامدیة والیهودیین علی ذالک جری الخلفاء بعدهٔ فبلغ حد التواتر .[نظم المتناثر :۱۶۴، التلخیص الحبیر: ۱۴۸/۴]

رجم حضور ﷺ سے مشہور ہے ماعز اور غامدیہ اور دو یہودیوں کے قصہ میں اور آپ ﷺ کے بعد اسی پر خلفاء راشدین کا عمل جاری ہوا، تو یہ حد تواتر کو پہنچی ہوئی (حد) ہے۔

ی پر خلفاء راشدین کا عمل جاری ہوا، تو یہ حد تواتر کو پہنچی ہوئی (حد) ہے۔

(۲)......علامہ کمال ابن ہمام حنفی (م ۸۶۱ھ) اور علامہ ابن نجیم مصری حنفی (م ۹۷۰ھ) رحمہما اللہ فرماتے ہیں

ثبوت الرجم عن رسول اللہ ﷺ متواتر المعنی کشجاعة علی وجود حاتم (فتح القدیر ۵/۲۲۴،البحر الرائق ۸/۵،نظم المتناثر ص ۱۶۴) رجم کا رسول اللہ ﷺ سے ثبوت متواتر معنوی ہے جیسے حضرت علی کی شجاعت اور حاتم طائی کی سخاوت۔

(۳)......علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

ثبوت الرجم منه علیه الصلاة والسلام متواتر المعنی کشجاعة علی وجود حاتم (روح المعانی ۱۸/۷۸،۷۹) نبی کریم ﷺ سے رجم کا ثبوت متواتر المعنی ہے جیسے حضرت علی کی شجاعت اور حاتم کی سخاوت۔

(۴)......امام ابوبکر جصاص رازی حنفی (م ۳۷۰ھ) فرماتے ہیں:

رجم المحصن قد ثبت عن النبی ﷺ باخبار متواترة منتشرة (الفصول فی الاصول ۲/۳۶۰) محصن کا رجم کرنا نبی کریم ﷺ سے متواتر منتشر احادیث سے ثابت ہے۔

وثبوت الرجم وارد من طریق الاستفاضة والتواتر (شرح مختصر الطحاوی للجصاص ۶/۱۴۵) رجم کا ثبوت استفاضہ اور تواتر کے طریق سے نقل ہے۔

(۵)......امام فخر الدین رازی شافعی (م ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

وجوب رجم المحصن لما ثبت بالتواتر انه علیه الصلاة والسلام فعل ذالک (تفسیر کبیر ۲۳/۳۰۵) محصن کا رجم واجب ہے کیوں کہ نبی کریم ﷺ سے تواتر سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے رجم کیا۔

(۶)......قاضی محمد بن علی شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

قد ثبت بالسنة المتواترة المجمع علیها (نیل الاوطار ۷/۱۰۹)

رجم سنت متواترہ اجماعی سے ثابت ہے۔

(۷)......علامہ ابو العباس شہاب الدین احمد بن ادریس مالکی قرافی (م ۶۸۴ھ) فرماتے ہیں:

ما تواتر عنه علیه الصلاة والسلام من رجم المحصن فی قصة ماعز وغیره

(شرح تنقیح الاصول ص ۲۰۷، نفائس الاصول فی شرح المحصول ۲۰۷۹/۵)

محصن کا رجم ماعز وغیرہ کے قصہ (۱۴۸/۴) رجم حضور ﷺ سے مشہور ہے ماعز اور غامدیہ اور دو یہودیوں کے قصہ میں اور آپ ﷺ کے بعد امیں حضور ﷺ سے متواتر ثابت ہے۔

(۸)......علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی (م ۱۲۲۵ھ) فرماتے ہیں:

والحق ان الرجم ثابت عن النبی ﷺ باخبار متواترة بالمعنی کفضل علی وشجاعتہٖ وجود حاتم (التفسیر المظهری ۴۲۲/۶) حق یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے رجم احادیث متواتر المعنی سے ثابت ہے جیسے حضرت علی کی فضیلت وشجاعت اور حاتم کی سخاوت۔

(۹)......ملا علی قاری حنفی (م) فرماتے ہیں:

قال ابن الهمام الرجم علیه اجماع الصحابة ومن تقدم من علماء المسلمین وانکار الخوارج للرجم باطل لانهم ان انکروا حجیة اجماع الصحابة فجهل مرکب بالدلیل بل هو اجماع قطعی وان انکروا وقوعهٔ عن رسول الله ﷺ فهو متواتر المعنی کشجاعة علی وجود حاتم (مرقات ۱۱۹/۷) ابن ہمام فرماتے ہیں رجم پر صحابہ کا اور متقدمین علماءِ مسلمین کا اجماع ہے، اور (بعض) خوارج کا رجم کا انکار باطل ہے کیوں کہ اگر اجماع صحابہ کی حجیت کا انکار کریں تو یہ دلیل سے جہل مرکب ہے وہ تو اجماع قطعی ہے (فقط ظنی ہی نہیں) اور اگر رسول اللہ ﷺ سے ثبوت رجم کا انکار کریں تو آپ ﷺ سے ثبوت متواتر المعنی ہے حضرت علی کی شجاعت اور حاتم کی سخاوت کی طرح۔

رجم کے منکر کا حکم:

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

من کفر بالرجم فقد کفر بالقرآن من حیث لایحتسب. (السنن الکبری للنسائی ح ۷۱۲۴، مستدرک ۲۷۸/۵ ح ۸۲۳۶، وغیرہ، حدیث صحیح،)

جس نے رجم کا انکار کیا اس نے بے شعوری میں قرآن کا انکار کیا ہے.

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

من کفر بالرجم فقد کفر بالرحمن (ابن حبان، الاحسان ح ۴۴۳۰)

جس نے رجم کا انکار کیا اس نے (گویا) اللہ تعالیٰ کا انکار کیا.

(ختم شد)

مفتی رب نواز حفظہ اللہ — زبیر علی زئی کا تعاقب

ایک صفحہ کی جوابی کاوش کا تحقیقی جائزہ

زبیر علی زئی:

رب نواز دیوبندی کا ''علمی'' (۴۶۸) مقام!!

رب نواز دیوبندی نے لکھا ہے: آلِ غیر مقلدیت کی عربی (۴۶۹) دانی

اب ذرا آلِ غیر مقلد (۴۷۰) یت کی عربی دانی ملاحظہ فرمائیں۔سب سے پہلے زبیر علی زئی صاحب کو میدان میں لاتے ہیں۔

آنجناب لکھتے ہیں: ''المنسوب (۴۷۱) الی الامام ابوحنیفۃ'' [علمی مقالات:۱/۹۰]

حالانکہ صحیح ''ابی حنیفۃ'' ہے جیسا کہ اہلِ علم بخوبی جانتے ہیں۔''

[مجلّہ صفدر شمارہ:۲۶،ص:۲۸،اپریل ۲۰۱۳ء]

الجواب:

۴۶۸

علی زئی صاحب کا یہ مضمون علمی مقالات:۶/۴۴۷ پر درج ہے۔پہلے یہ کسی رسالہ غالباً ''الحدیث حضرو'' میں شائع ہوا تھا۔بندہ نے اسی وقت اُن کی زندگی ہی میں درج ذیل اعلان شائع کرا دیا تھا:

''کئی ماہ کے سکوت کے بعد زبیر علی زئی صاحب نے ہمارے طویل،قسط وار مضمون ''زبیر علی زئی کا تعاقب'' کے جواب میں صرف ایک صفحے میں بزعمِ خود دفاعی تحریر لکھی ہے۔ہم عنقریب ان کے اس مضمون کو متن بنا کر حاشیہ میں جواب دیں گے،ان شاءاللہ۔'' [مجلّہ صفدر شمارہ:۲۸ جون ۲۰۱۳ء:۴۰]

علی زئی صاحب نے اپنے اس مضمون میں بزعمِ خود اپنے اوپر وارد ہونے والے ایک اشکال کا جواب دیا ہے۔مگر عنوان ''رب نواز دیوبندی کا ''علمی'' مقام!!'' قائم کیا ہے۔نجانے عنوان اور معنون میں کیا مناسبت ہے؟

انہوں نے چونکہ بندہ کے بارے میں ''علمی مقام'' عنوان قائم کر دیا ہے اس لیے مجھے بھی حق ہے کہ میں اُن کا علمی مقام تحریر کروں۔ذیل میں غیر مقلدین کی زبانی اُن کا ''علمی مقام'' ملاحظہ فرمائیں۔نیز اہل علم جانتے ہیں کہ 'علمیت' کے لیے 'دیانت' لازمی چیز ہے،ایسی علمیت کس کام کی جس کے ساتھ دیانت داری نہ ہو؟ چنانچہ خود زبیر علی زئی صاحب جب کسی کے علمی مقام پر تنقید کرتے ہیں تو دیانت کے پہلو پر بھی

تبصرہ کرتے ہیں۔ اس لیے ہم غیر مقلدین کی زبانی زبیر علی زئی صاحب کی علمیت کے ساتھ ساتھ ان کی دیانت کے متعلق حوالے بھی پیش خدمت کر رہے ہیں۔

علی زئی اپنے استاد محب اللہ شاہ راشدی کی نظر میں:

علی زئی صاحب کے استاد محبّ اللہ شاہ راشدی صاحب اُن کی تردید میں لکھتے ہیں:

''یہ محترم کی عجیب ستم ظریفی ہے کہ....'' [مقالاتِ راشدیہ: ۱/۳۲۰]

راشدی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''اچھی زبردستی ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی عموم کی حامل عبارت میں اپنی طرف سے تخصیص کر کے اس کو اپنے موقف کے لیے دلیل کے طور پر پیش کیا جائے۔'' [مقالاتِ راشدیہ: ۱/۳۲۴]

راشدی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''جب ائمہ حدیث نے امام ثوری کی معنعنہ روایات قبول کی ہیں تو آپ کو یہ حق کیسے حاصل ہوتا ہے کہ ان سب ائمہ کے خلاف امام ثوری کی معنعنہ روایات کو مردود قرار دیں؟'' [مقالاتِ راشدیہ: ۱/۳۲۷]

راشدی صاحب نے یہ بھی فرمایا:

''آپ کا موقف بے دلیل ہی رہا۔'' [مقالاتِ راشدیہ: ۱/۳۳۰]

راشدی صاحب یوں بھی گویا ہوئے:

''محترم نے بلا تدبر محض عجلت پسندی میں امام ثوری اور اعمش رحمہما اللہ کی سب معنعنہ روایات کو ضعیف قرار دے دیا۔'' [مقالاتِ راشدیہ: ۱/۳۴۶]

راشدی صاحب کا ایک اور اقتباس ملاحظہ ہو:

''اور اس پر طرہ یہ کہ آپ نے اپنے موقف کے اثبات کے لیے ایسے دلائل کا سہارا لیا جو آپ کی علمی شان سے بمراحل بعید تھے۔'' [مقالاتِ راشدیہ: ۱/۳۴۶]

علی زئی اپنے ہم مذہب کفایت اللہ سنابلی کی نظر میں

کفایت اللہ سنابلی غیر مقلد نے علی زئی کے متعلق لکھا:

''اب یہ کیا تماشہ ہے کہ آپ اپنی تائید میں ان [محمد بن طاہر المقدسی (ناقل)] کا قول نقل کریں تو ان کا تذکرہ حافظ، شیخ، اور صدوق کے الفاظ کے ساتھ کریں اور ہم نے اپنی تائید میں ان کا حوالہ دے دیا تو آپ ان کے صوفی ہونے کا پرچار کر رہے ہیں۔'' [حدیث یزید محدثین کی نظر میں: ۱۲]

سنابلی صاحب آگے لکھتے ہیں:

''زبیر علی زئی صاحب نے نہ صرف یہ کہ ناچیز پر کرم فرمائی کی بلکہ ان اہلِ علم کی بھی خاطر تواضع

کر دی جن کے حوالے ہم نے دیئے تھے یا خود موصوف نے ہی جنہیں کسی مسئلہ میں ہمارا ہم نوا بتلایا، وہ بھی بلا وجہ یعنی امام ابن الصلاح رحمہ اللہ۔'' [حدیث یزید محدثین کی نظر میں: ۱۳]

آگے پڑھیے:

''موصوف اختلاف رائے کے وقت نہ صرف یہ کہ فریقِ مخالف کی تحقیر کر بیٹھتے ہیں بلکہ اس پر بہتان وافتراء سے بھی دریغ نہیں کرتے اور ہر شخص کے یہاں اس کی نوبت تبھی آتی ہے جب وہ جواب نہیں دے پاتا'' [حدیث یزید محدثین کی نظر میں: ۱۳]

مزید پڑھیے:

''زبیر علی زئی کا ایک معاملہ یہ بھی ہے کہ کسی کی رائے ان کے خلاف ہوتی ہے تو موصوف مخالف کو صرف اس مسئلہ میں نہیں بلکہ اس کے منہج ہی کو غلط کہہ ڈالتے ہیں۔'' [حدیث یزید محدثین کی نظر میں: ۱۴]

پڑھتے جائیں:

''زبیر علی زئی صاحب کے رسالہ ''الحدیث'' (نمبر ۱۰۳ ص ۱۹) میں ...ایک جلیل القدر صحابی رسول یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ پر بہت ہی گھناؤنا الزام لگایا گیا۔'' [حدیث یزید محدثین کی نظر میں: ۱۶]

''کوئی جواب زبیر علی زئی صاحب سے نہیں بن پڑا، پھر کیا تھا، آں جناب غضبناک ہو گئے، ذہن ودماغ کھو بیٹھے۔'' [حدیث یزید محدثین کی نظر میں: ۱۶]

''موصوف نے غیر متعلق باتیں چھیڑ کر اصل بات کو گڈمڈ کرنے کی کوشش کی ہے۔''

[حدیث یزید محدثین کی نظر میں: ۲۴]

''زبیر علی زئی صاحب کی تدلیس وتلبیس کی انتہاء دیکھیے۔'' [حدیث یزید محدثین کی نظر میں: ۵۳]

''قلم کی عیاری دیکھیے۔'' [حدیث یزید محدثین کی نظر میں: ۶۱]

''غیر متعلق احادیث کا حوالہ دے کر سادہ لوح قارئین کو بہلانے کی کوشش کی ہے۔''

[حدیث یزید محدثین کی نظر میں: ۶۹]

''بدبودار کردار۔'' [حدیث یزید محدثین کی نظر میں: ۷۶]

''چور مچائے شور۔'' [حدیث یزید محدثین کی نظر میں: ۷۶]

''حضرت! اسے آپ کی کج فہمی کہا جائے، یا بوکھلاہٹ! یا دھاندلی بازی!''

[حدیث یزید محدثین کی نظر میں: ۷۶]

علی زئی اپنے ہم مذہب خبیب اثری کی نظر میں

محمد خبیب اثری صاحب غیر مقلد نے علی زئی صاحب کے تعاقب میں لکھا:

''مصطلح الحدیث کے بعض مسائل میں ان سے شذوذ سرزد ہوئے ...انہوں نے اپنے اصولوں پر محدثین کے اُصولوں کا لیبل چسپاں کیا۔'' [ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۸ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ صفحہ ۱۴]

اثری صاحب مزید لکھتے ہیں:

''مولانا زبیر علی زئی نے العلل الکبیر کا انکار تو کردیا مگر لطف یہ ہے کہ وہ خود بھی اس اسلوب پر قائم نہ رہ سکے کیوں کہ جگہ جگہ محدثین کے مسلک سے ٹکراؤ پیدا ہو رہا تھا۔ بلکہ ''سلف صالحین کے متفقہ پر چار'' اور ''اجماع کی برتری'' کے اپنے ہی دعوے کھوکھلے محسوس ہو رہے تھے۔ بنابریں وہ خاصی اضطرابی کیفیت میں رہے۔'' [ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۸ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ صفحہ ۱۴]

اثری صاحب ہی لکھتے ہیں:

''شیخ [علی زئی (ناقل)] نے خود ہی اپنے اس اصول کی مخالفت کردی۔''

[ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۸ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ صفحہ ۱۹]

اثری صاحب ''سوالات ابی داود'' کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

''یہ کتاب بھی شیخ [علی زئی (ناقل)] کے اصول کے مطابق غیر معتبر ہے۔ مگر اس کے باوجود اُنہوں نے اس کتاب کے متعدد حوالے دیئے ہیں۔'' [ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۳ جمادی الاول ۳۷ھ صفحہ ۲۱]

علی زئی نے ''العلل الکبیر'' کو غیر ثابت کہا تو اثری صاحب نے اس پر یوں لکھا:

''کتاب کا انکار اس کی بہت سی نصوص کو سبوتاژ کرنے کی سعیِ نامشکور اور منہج محدثین سے انحراف ہے۔'' [ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ صفحہ ۱۴]

پڑھتے جایئے:

''اہلِ فن کی شاہراہ کو چھوڑ کر شذوذ کی پگڈنڈی پر گامزن ہوگئے۔''

[ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ صفحہ ۱۵]

اثری صاحب نے علی زئی تناقض پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

''سوال ہے کہ ان کا نور العینین والا موقف درست ہے یا انوار الصحیفة والا؟ اور یہ کہ ایسا اندازِ تحقیق کیا تاثر دے رہا ہے، اس کا فیصلہ ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔''

[ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ صفحہ ۱۷]

''مولانا زبیر کی مزید ''بے اصولی'' ملاحظہ فرمائیں۔''

[ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ صفحہ ۲۵]

۴۶۹ غیر مقلدین کی عربیت سے عدمِ واقفیت کا کچھ تذکرہ یہاں بھی ملاحظہ فرمالیں۔

غلام العلی قصوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ایک اصحاب کا بیٹا...اگر ادعیات اور اَوراد توفیق نہ ہوتے....''

[تحقیق الکلام فی مسئلة البیعةِ و الالہام]

عبد الجبار غزنوی غیر مقلد اِس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''صحابی کی جگہ اصحاب اور دعا کی جمع دعوات اور ادعیہ ہیں۔ ادعیات بنانا مصنف کی لیاقت کی دلیل ہے۔''[اثبات الالہام و البیعة بادلة الکتاب و السنة :۹۴]

غزنوی صاحب نے قصوری صاحب کا قصور بیان کرتے ہوئے لکھا:

''کہیں فعل کو بے فاعل کر دیا، اور کہیں فاعل کو مفعول اور مفعول کو فاعل بنایا۔ ترکیب اور معنی اور ترجمہ الفاظ سب کا ناس کر دیا اور سب سے عجیبہ یہ ہے عباد (جو بمعنیٰ بندوں کے ہے) کا ترجمہ افواج سے کیا... مجھے اس وقت یہ مثال یاد آئی اونٹ کی کون سی کل سیدھی۔ ملا صاحب کے مسائل اجتہادی اور عبارتوں کے ترجمے اور انشاء اور املا بجائے خود سب عجیب ہیں۔''[اثبات الالہام و البیعة بادلة الکتاب و السنة :۱۰۱]

قصوری صاحب لکھتے ہیں:

''ہر ایک مومن اولیاء اللہ ہے۔''[تحقیق الکلام فی مسئلة البیعةِ و الالہام]

غزنوی صاحب اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مومن مفرد، اولیاء جمع یہ کون سا محاورہ اور عربیت ہے۔ نحو میر کے پڑھنے والے بھی جانتے ہیں کہ مطابقت مبتدا اور خبر میں ضروری ہے۔''[اثبات الالہام و البیعة بادلة الکتاب و السنة :۱۳۷]

عبد العظیم صاحب (جموں) علی زئی کے شیخ الشیخ/دادا استاد ثناء اللہ امرتسری صاحب کی عربی تفسیر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مضامین تو خود رہے' الفاظ بھی اُس کے غلط ہیں۔ ہر چند تفسیر میں نے دیکھی نہیں مگر یہ فقرے کہ اربعین میں اس کی تفسیر سے منقول ہیں از روئے قواعد صرف و نحو غلط ہیں جیسا کہ ص ۵۶ میں کان یاتیھا فاکھة الصیف اور ص: ۳۰۷ میں قید النار بالسماوی غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کانت تاتیھا فاکھة الصیف اور قید النار بالسماویة ۔ جب آدھی سطر میں اس قدر غلطی ہیں تو باقی تفسیر کا کیا حال ہوگا مجھ کو اس وقت فرصت نہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اگر فرصت ملی تو تفسیر اول سے آخر تک دیکھ کر اغلاط لفظیہ میں کم سے کم ایک اربعین تحریر کروں گا تاکہ لیاقت علمی مولوی مذکور کی ظاہر ہو جاوے۔''

[الاربعین: ۴۹ تصنیف عبد الحق غزنوی غیر مقلد، مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول]

کامل لابن عدی میں مجاعہ کے بارے میں عبد الصمد بن عبد الوارث کا بیان ہے: ''کان جارا

لشعبة نحو الحسن بن دينار کہ وہ حسن بن دینار کی طرح شعبہ کا ہمسایہ تھا۔

مگر ارشاد الحق اثری غیر مقلد نے اس عبارت سے تاثر دیا کہ مجاعہ حسن بن دینار کی طرح مجروح ہے۔ چنانچہ اثری صاحب لکھتے ہیں:

''اب اُٹھائیے لسان المیزان...اور حسن بن دینار کا ترجمہ ملاحظہ کیجیے۔ محدثین اس کے ضعف پر متفق ہیں بلکہ اسے کذاب اور متروک قرار دیا گیا ہے۔ اسی سے مجاعہ کی قدر ومنزلت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ کسی راوی کا عابد و نیک ہونا اور فی نفسہ اس کا اچھا ہونا اور بات ہے مگر روایتِ حدیث کے اعتبار سے اس کا معاملہ جدا ہے جیسا کہ اس کے شاگرد عبد الصمدؒ نے بیان کیا۔'' [توضیح الکلام طبع جدید: ٦٧٩]

مناسب ہے کہ اس جگہ اثری صاحب کی غلطی پر خود علی زئی صاحب کی مہر تصدیق پیش کر دی جائے۔ علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''کامل ابن عدی کی مذکورہ عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ عبد الصمد بن عبد الوارث نے مجاعہ کو حسن بن دینار کے ساتھ امام شعبہ کے پڑوسی ہونے میں مشابہت دی ہے، نہ کہ وہ اسے حسن بن دینار کی طرح مجروح سمجھتے تھے۔'' [علمی مقالات: ٢/٢٤٢]

یاد رہے کہ علی زئی صاحب نے اثری صاحب کی کتاب ''توضیح الکلام'' کو لاجواب کتاب کہا ہے جیسا کہ گزشتہ ایک حاشیہ میں اُن کی عبارت ہم نقل کر چکے ہیں۔

محمد خبیب اثری صاحب غیر مقلد نے ''ما كتبت عن شريك بعد ما ولى القضاء فهو عندى على حدة.'' کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:

''میں نے شریک کے قاضی بننے کے بعد ان سے کچھ نہیں لکھا، لہٰذا وہ (احادیث) میرے نزدیک درست ہیں۔'' [مقالاتِ اثریہ: ١٩٢]

علی زئی صاحب اس ترجمہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حالانکہ اس عبارت کا درست ترجمہ درج ذیل ہے: میں نے شریک کے قاضی بننے کے بعد جو لکھا ہے وہ میرے پاس علیحدہ ہے۔'' [علمی مقالات: ٦/٢١٢]

علی زئی تبصرہ کے مطابق خبیب صاحب نے یہاں ترجمہ میں دو غلطیاں کی ہیں۔ ایک یہ کہ انہوں نے ما کو نافیہ بنایا ہے جب کہ یہ موصولہ ہے۔ اور دوسری غلطی یہ ہے کہ انہوں نے على حدة کا ترجمہ ''درست'' کیا ہے جب کہ على حدة کا ترجمہ ''علیحدہ'' ہی ہے۔

فائدہ: مولانا عبد الرحمٰن عابد صاحب حفظہ اللہ (پشاور) نے غیر مقلدین کی عربی اغلاط پر مشتمل ایک مستقل مضمون لکھا ہے۔ شائقین حضرات ان سے رابطہ کرکے یہ مضمون حاصل کر سکتے ہیں۔

۴۷۰ علی زئی صاحب نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں کہا کہ وہ لغت نہیں جانتے تھے۔
[علمی مقالات: ۴۶۶/۵]

بندہ نے علی زئی صاحب کے اس اعتراض کا جواب خود غیر مقلدین کی زبانی نقل کیا تھا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف لغت نہ جاننے والی بات کو منسوب کرنا غلط ہے۔ بلکہ اپنی جماعت کو انگریز سے اہلِ حدیث نام الاٹ کرا کے دینے والے مصنف محمد حسین بٹالوی کی تحریر اُن کی کتاب اشاعۃ السنہ: ۲۸۷/۲۲ سے نقل کی تھی جس کا حاصل یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو عربی لغت سے ناواقف کہنا محض جھوٹ اور نرا بہتان ہے۔ دیکھئے میری اسی کتاب کا حاشیہ: ۵۴،۵۳۔

پھر وہاں علی زئی سمیت غیر مقلدین کی عربی لغت سے عدمِ مہارت کو باحوالہ درج کیا۔ اور اسے ''آلِ غیر مقلدیت کی عربی دانی'' عنوان دیا۔ جب غیر مقلد علماء و مصنفین کا عربی لغت سے اناڑی ہونا نقل کیا تو علی زئی کو نہ صرف یہ کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر اعتراض بھول گیا، بلکہ اپنے غیر مقلدین کے دفاع سے بھی کنارہ کشی اختیار کر لی۔ صرف اپنے آپ کو بچانے کی فکر پڑ گئی۔ مگر سچی بات ہے کہ وہ اپنے دفاع میں بھی یقیناً ناکام رہے ہیں جیسا کہ قارئین آئندہ اوراق میں پڑھ لیں گے۔

نیز وہ مزعوم دفاع خود 'علی زئی اُصول' کے مطابق ناقابلِ سماعت اور مردود ہے۔ کیونکہ انہوں نے بقلمِ خود لکھا:

''میرے اس مضمون کا صرف وہی جواب قابلِ مسموع ہوگا جس میں اس مضمون کے مکمل متن کو درج کر کے ہر مطلوبہ بات کا جواب دیا جائے گا۔ اس شرط کی عدمِ موجودگی والا جواب شروع ہی مردود سمجھا جائے۔ والمسلمون علی شروطھم.'' [توضیح الاحکام: ۳۴۳/۱]

تب ''زبیر علی زئی کا تعاقب'' کی سات قسطیں ہو چکی تھیں۔ علی زئی صاحب نے اس سارے مضمون کو نقل کر کے جواب دینا تو کجا، ایک قسط کو بھی متن نہیں بنایا بلکہ ساتویں قسط میں جن غیر مقلدین کو عربی سے ناواقف ثابت کیا تھا اُن کے دفاع سے بھی خاموشی اختیار کر لی۔

۴۷۱ جس طالب علم نے نحو کی ابتدائی کتاب ''نحو میر'' ہی پڑھ رکھی ہو اسے پتہ ہوگا کہ 'الی' حرف جر ہے اس کا مابعد مجرور ہوتا ہے، اس لئے 'أبی' ہونا چاہیے۔ جب کہ علی زئی صاحب 'إلی' کے مابعد کو 'أبو' لکھ رہے ہیں جو کہ رفعی حالت میں ہے۔ حاصل یہ کہ المنسوب إلی الإمام أبی حنیفة صحیح ہے اور المنسوب إلی الإمام أبو حنیفة غلط ہے۔

یاد رہے کہ عربی عبارات میں زبیر علی زئی کی کمزوری کو بعض غیر مقلدین نے بھی بیان کیا ہے جیسا کہ آگے آئے گا۔ اِن شاء اللہ۔ (جاری ہے۔۔۔۔)